مئو کا بنا تیز اثر دار افضلس نورانی تیل

لیبل و کیپ پر AFZALS
اور MAU CITY دیکھ کر خریدیں
بدن کے ہر قسم کے درد، زخم، چوٹ ورم، سردی کے امراض نیز بچوں کی بہت سی بیماریوں مثلاً حلقہ، ختنہ، کھانسی، نزلہ، وزکام وغیرہ میں مجرب ومفید ہے
INDIAN CHEMICAL CO. NEW CHEMICAL CO.
Mau Nath Bhanjan-Mau-275101 (U.P.)

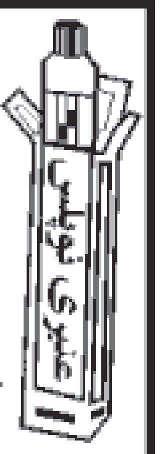

"اس شخص سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔" (قرآن)

سہ روزہ دعوت
نئی دہلی

www.dawatonline.com

Millennium Girls School
C.B.S.E. Syllabus
Admission is going on for Session 2009-2010
Nursery to Class Tenth
Bus and Hostel Facility available
Cont. No.: 09835293957, 09234131237
Azad Colony, Pabra Road, Hazaribagh (Jharkhand)

● جلد: ۵۷ ● شمارہ: ۳۵ ● ۱۶/اپریل ۲۰۰۹ء ● 16 April 2009 ● پنج شنبہ ● ۱۹/ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ ● قیمت=/Rs.5 ● سعودی عرب اور دیگر خلیجی ملکوں کیلئے ۲/ریال ● Posting: 14 April 2009 Tuesday ●

نیا تعلیمی سال اور — **جائزہ** — طلباء کی رہنمائی

رہنمائی اور امکانات سے باخبری تعلیمی سفر کیلئے لازمی ہے

ڈاکٹر احمد سجاد، سابق ڈین رانچی یونیورسٹی جھارکھنڈ

ہم نے طلبہ کی رہنمائی اوران کی پروفیشنل ٹریننگ کے لئے ٹرسٹ قائم کیا ہے جس کے ذریعہ اب تک تقریباً ۶ ہزار طلبہ ملک اور بیرون ملک میں کمپیوٹر اور مینجمنٹ کے میدان میں بہتر مستقبل حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں ہم خاص طور سے فاصلاتی نظام تعلیم کے تحت چلنے والے کورسیز میں طلبہ کا داخلہ لیتے ہیں۔ فاصلاتی نظام تعلیم کو چلانے والے ملک کے موقر ادارے اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، مولانا آزاد اوپن یونیورسٹی سمیت دیگر اداروں کے سات سینٹر مرکز داوب ٹرسٹ کے تحت گزشتہ بارہ برس سے کام کررہے ہیں۔ مسلمانوں کی تعلیمی حالت میں بہتری تحریروں اور تقریروں سے آنے والی نہیں ہے اس کے لئے عملی میدان میں اترنا ہوگا۔ حیرت تو اس بات پر ہے کہ مسلمانوں کا دانشور طبقہ بھی حالات سے بے خبر ہے۔ میرا خیال ہے کہ میڈیکل، انفارمیشن ٹیکنالوجی، ایجوکیشن، اکاؤنٹ اور ایم بی اے ایسے شعبے ہیں جن میں بہتر روزگار کے مواقع موجود ہیں۔ طلبہ اگر ان میدانوں میں خود کو آزمائیں تو کبھی ناکامی ہاتھ نہیں لگے گی۔ لیکن ان تمام کورسیز میں منصوبہ بند انداز میں مختلف مقابلہ جاتی امتحانات کی تیاری کرنی ہوگی۔ اس کے ساتھ دو میدان اور بہت اہم ہیں یونین پبلک سروس کمیشن اور آل پروفیشنل سروس کمیشن اس طرف بھی ہمیں توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

کیریئر کونسلنگ اور گائڈنس کے معاملے میں شمالی ہند کے مقابلے جنوبی ہند میں کافی بیداری پائی جاتی ہے۔ وہاں اس سمت میں کئی سماجی تنظیمیں باقاعدہ کام کررہی ہیں لیکن یوپی اور بہار میں اس کا فقدان ہے۔ اگر کچھ لوگ کوشش کرتے بھی ہیں تو تعلیمی بیداری نہ ہونے کے سبب کوشش نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوتی۔ جھارکھنڈ میں ہم نے اپنے ٹرسٹ کے تحت کیریئر کونسلنگ کا شعبہ کھول رکھا ہے لیکن ہم بھی اس کے تقاضوں کے مطابق کام نہیں کرپارہے ہیں۔ ہم نے اپنے یہاں جھارکھنڈ کی حالت کو دیکھتے ہوئے زیادہ تر فاصلاتی نظام تعلیم کے تحت چلنے والے کورسیز کا نظم کررکھا ہے۔ اس کے ذریعہ کم خرچ میں طلبا کو معیاری تعلیم حاصل ہوجاتی ہے خاص کر کمپیوٹر اور مینجمنٹ کے کورسیز حاصل کرنے کے بعد طلبہ روزگار سے وابستہ ہوجاتے ہیں۔ ہمارے کیریئر گائڈنس سینٹر میں سال میں بمشکل دس بیس والدین ہی اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے مشورہ حاصل کرنے آتے ہیں۔ اس میں لوگوں کی دلچسپی بڑھے اس کے لئے بیداری مہم بھی چلائی جاتی ہے۔ کیریئر گائڈنس کے تعلق سے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ طلبا اپنے سینئر طلباء سے رہنمائی حاصل کریں۔ دوسری اہم بات جس کا ذکر کرنا بے حد ضروری ہے وہ وقت کا صحیح استعمال ہے۔ میں طلبہ کو وقت کی تنظیم کے سلسلے میں ایک مشورہ دینا چاہوں گا۔ اس کے لئے نماز سے بڑھ کر اور کوئی عملی طریقہ نہیں ہے۔ میں جہاں اسے آخرت کی کامیابی کا ذریعہ سمجھتا ہوں وہیں میں اسے دنیا میں کامیابی کا موثر ذریعہ بھی مانتا ہوں، اگر کوئی طالب علم اپنا کیریئر بنانا چاہتا ہے تو وہ نماز کے ذریعہ اپنے پورے اوقات کو مرتب کرسکتا ہے۔ نماز کا اہتمام کرنے سے طالب علم کو کم از کم دو گھنٹہ صبح کا فارغ وقت ملے گا جس میں وہ اپنے کورس کی تیاری کرلے۔ میرے خیال میں ہمیں کیریئر پلاننگ میں نماز کے رول کو بھی واضح کرنے کی ضرورت ہے اس موضوع پر جو لوگ مضامین لکھتے ہیں انہیں نماز کی اہمیت کو بھی واضح کرنا چاہئے۔

اس کے ساتھ ساتھ ضرورت اس بات کی ہے کہ اقلیتی کوچنگ سینٹر کھولے جائیں اس کے لئے حکومت ہند نے باقاعدہ انتظام کررکھا ہے ہمیں اس اسکیم سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے۔ میرا ماننا ہے کہ حکومت ہند نے تعلیم کے میدان میں جو عملی اقدامات کئے ہیں وہ قابل ستائش ہیں۔ پرائمری تعلیم سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک کا بہتر نظم کیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان اسکیموں کی جانکاری حاصل کرکے فائدہ اٹھائیں۔ اوپن اسکولنگ نظام اس کے لئے بے حد فائدہ مند ثابت ہورہے ہیں۔ اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی، مولانا ابوالکلام آزاد اوپن یونیوسٹی، نیشنل اسکول آف اوپن اسکولنگ ایسے ادارے ہیں جہاں سستی اور معیاری تعلیم فراہم کی جاتی ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی اوپن یونیورسٹی اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی ہے جس میں تقریباً ۱۸ لاکھ طلبہ کا اندراج ہے تقریباً تین ہزار اسٹڈی سینٹر دنیا کے ۳۵ ممالک میں تعلیمی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ لیکن اس سے فائدہ اٹھانے والے مسلم طلبہ کی کل تعداد بمشکل پچاس ہزار ہوگی۔ یہ ہماری کمزوری ہی ہے کہ ہم اس کا فائدہ نہیں اٹھا رہے ہیں۔ یہ درست ہے کہ بیوروکریسی مسلمانوں کے معاملے میں تعصب سے کام لیتی ہے لیکن اس کے باوجود ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ یاد رہے کہ جمہوریت میں اپنا حق کوشش سے ہی ملتا ہے۔ مسئلہ یہ بھی ہے کہ جو سہولتیں میسر ہیں اس کی ہمیں واقفیت بھی نہیں ہے۔ اور اگر واقفیت ہے تو اس جانب عملی اقدامات نہیں ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ اپنے نوجوانوں کو نوکری مانگنے والا بنانے کے بجائے نوکری دینے والا بنائیں۔

رہی یہ بات کہ بچے کو تعلیم کے کس مرحلے سے کیریئر پر توجہ دلائیں اس کے لئے میرے خیال میں میٹرک میں داخلہ دلانے کے بعد سے ہی اس طرح رُخ کریں۔ والدین کی اپنے بچوں سے بے نیازی بھی نقصان کا سبب بنتی ہے۔ اگر کسی طالب علم کی مڈل میٹرک اور بارہویں کے بعد رہنمائی کردی جائے تو پھر اسے اپنا کیریئر کے انتخاب میں کوئی دشواری نہیں پیش آئے گی۔ اس وقت سرکاری کاموں کے ساتھ ساتھ رضا کارانہ کام کی بھی اہمیت کافی بڑھ گئی ہے۔ اس میں XIGO کا رول بہت اہم ہوجاتا ہے۔ کیریئر گائڈنس اور کوچنگ کے میدان میں بہار میں سپر ۳۰ کوچنگ سینٹر نے جو گزشتہ دس برسوں میں کارنامہ انجام دیا ہے۔ یہ تمام مسلم تنظیموں کے لئے باعث عبرت ہے۔ یہ کوچنگ سینٹر دیہات سے ان غریب بچوں کا انتخاب کرتا ہے، جن میں صلاحیت تو ہے لیکن والدین کے پاس وسائل نہیں ہیں۔ ایسے بچوں کا انتخاب کرکے انہیں مقابلہ جاتی امتحانات کی تیاری کراتا ہے۔ اس کے نتیجے کا یہ عالم ہے کہ ۳۰ طلبہ گزشتہ برس IIT کے داخلہ امتحان میں کامیاب ہوئے تھے۔ اب کچھ مسلم تنظیموں نے بھی اس انداز میں کام شروع کیا ہے۔ پونہ میں پی اے انعام دار صاحب اور بہار میں مولانا ولی رحمانی صاحب اس طرز پر کام کررہے ہیں۔ اسے ہم کے طور پر اپنانا ہوگا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ تعلیم کے متعلق جتنی بھی سرکاری اسکیمیں ہیں ہمیں انہیں حاصل کرنا چاہئے اور خاص طور سے فاصلاتی نظام تعلیم جس میں بہت زیادہ مسائل نہیں ہیں اپنانا چاہئے ہمیں علم نافع کے لئے کوشاں ہونا چاہئے۔ ذرائع اور وسائل کی اب بھی ہمارے ملک میں کوئی کمی نہیں ہے ہاں مسائل ضرور ہیں لیکن ہمیں اس درمیان اپنا راستہ تلاش کرنا ہوگا ضرورت اس بات کی ہے کہ شکایت کرنے کے بجائے جو سہولتیں میسر ہیں انہیں بروئے کار لائیں اور منصوبہ بند کوشش کریں۔ (گفتگو پر مبنی)

مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ کیریر کا آغاز کرنے والے ہی کامیاب ہوتے ہیں

ڈاکٹر سلمان عابد، کونسلر کیریر انڈیا، کیریر گائیڈنس اینڈ کونسلنگ نیشنل نٹ ورک، حیدرآباد

ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں آدمی جو چاہتا ہے کیریر کے حوالے سے اسے بآسانی دستیاب ہوجائے گا۔ کیریر کا لفظ ایک ایسا لفظ ہے جس کے معنی آپ اور ہم سب کو بہ خوبی معلوم ہیں۔ کیریر دراصل اس خواہش اور خواہش کے ساتھ عمل مسلسل کا نام ہے جو فرد اپنی پیدائش سے لے کر موت تک اپنے آپ کو ترقی دینے کی خاطر کرتا ہے۔ کیریر کی لغت میں ہم طالب علم کی زندگی کو دو حصوں میں بانٹ دیتے ہیں ایک اس کی عمر کا وہ حصہ جب وہ اسکول جانا شروع کرتا ہے۔ اور اس کے والدین اس کی بہتری کے بارے میں سوچ کر اسے بہتر سے بہتر اسکول میں داخل کردیتے ہیں پھر طالب علم اپنے والدین کی جانب سے اس کے لیے منتخب کی گئی منزل کی جانب بڑی خاموشی کے ساتھ رواں دواں ہونے لگتا ہے مگر اس وقت تک جب تک کہ یہ دسویں پاس نہیں کرلیتا اور جب دسویں پاس کرلیتا ہے تو پھر والدین کا رول بچے کے کیریر پلاننگ میں آدھا ہوجاتا ہے اور آدھا بوجھ خود بچہ اپنے سر لے لیتا ہے۔ اس مرحلہ پر بچے کی مرضی بھی شامل ہوجاتی ہے کہ فلاں کالج میں داخلہ لوں گا، فلاں کورس میں داخلہ لوں گا وغیرہ۔ بچے کی یہ عمر ہوتی ہے پندرہ سال۔ اس عمر میں بچہ طبعی طور پر بلوغت کے قریب ہوتا ہے۔ اس کا شعور ماحول کو اور اپنے اطراف واکناف کو اور کچھ کچھ اپنے مفادات کو کچا پکا ہی سہی سمجھنے کے قابل ہونے لگتا ہے۔ اس عمر میں کوئی بھی کیریر کونسلر طلبا کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ از خود اپنے کیریر کے تعلق سے کوئی فیصلہ صرف شوق یا اپنے دوستوں کی دیکھا دیکھی کرلے اور نہ ہی اس بچے کے والدین کو اس بات کی اجازت دی جاسکتی ہے کہ وہ بچے پر اپنی مرضی یا شوق یا ارمان مسلط کردے۔ اس موقع پر ایک کیریر کونسلر کی اس لیے بھی شدید ضرورت ہوتی ہے کہ وہ بچے کا کیریر پلان ترتیب دے۔

کیریر پلاننگ کے لئے یہ بے حد ضروری ہے کہ اس میں بچے کا ذاتی رجحان شامل ہو۔ اسی کیریر کی جانب نشاندہی کی جائے جس میں بچے کی ذاتی اور اندرونی صلاحیت یا جسے ہم رجحان کا بھی نام دے سکتے ہیں، ہو۔ بچے کا رجحان واستعداد معلوم کرنے کے لئے ہندوستان میں کئی سائنٹفک ذرائع ایجاد ہوچکے ہیں جسے سائنٹفک ٹسٹنگ ٹولس کا نام دیا گیا ہے۔ اس کی مدد سے بچے کی ذاتی صلاحیت کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور بچے کے طبعی میلان کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ دسویں جماعت کی عمر تک بچے کا یہ رجحان ایک چنگاری کی شکل میں ہوتا ہے جسے ایک شعلہ یا مشعل بنانے کا کام کیریر پلاننگ کرتی ہے مگر شرط ہے کہ یہ صحیح ہو۔ کیریر پلاننگ کے دوسرے عوامل میں گھریلو سکت، معاشی حالات، روایات، اور کورس میں آگے پھلنے پھولنے کے مواقع بھی شامل ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ روزگار مارکٹ کی نبض بھی پیش نظر ہو۔

ایک طالب علم کی عمر میں صرف دو ہی مقام بنیادی طور سے کیریر پلاننگ کے لئے ہوتے ہیں ایک دسویں کے فوری بعد اور دوسرا بارہویں کے فوری بعد اور اگر یہ دونوں مواقع کیریر پلاننگ سے چھوٹ جاتے ہیں تو پھر کچھ حد تک ایک تیسرا چھوٹا اور آخری موقع ہاتھ رہتا ہے اور وہ ہے گریجویشن کے بعد۔ مگر جو طالب علم دسویں کے بعد ہی اپنا کیریر پلان بنا لیتا ہے تو اس کی زندگی ایسی ہے جیسے ہم صاف اور کھلی زمین پر نئی بنیاد کے ساتھ اپنے رہنے کے لئے خاص مکان تعمیر کرلیتے ہیں۔ اگر کسی طالب علم نے بارہویں کے بعد اپنا کیریر پلان بنا لیا ہے تو ایسا ہی ہے جیسے ہم نے صاف زمین پر نہیں بلکہ بنا بنایا ایک مکان حاصل کرلیا ہے اور اپنی خواہش کے مطابق اس پر اگلی منزل کی تعمیر کرنے لگ گئے ہیں۔ اس کی نہ تو بنیاد اپنی خواہش مکان کے مطابق ہے نہ ہی اس کی بنیاد اپنے ذوق اور اپنی ضروریات کے مطابق پختہ ہے۔ ایسے مکان میں ہم رہ تو سکتے ہیں مگر چوں کہ یہ اپنے ذہن، ذوق اور پسند اور طبیعت کے مطابق نہیں ہوگا اور نہ تو کوئی دیکھنے والا تعریفی نظر ہمارے سامنے رکھ سکے گا نہ ہم کسی سے ایسی امید کرسکتے ہیں۔

آج ہم اکیسویں صدی میں جی رہے ہیں۔ ہر صدی اپنے ساتھ اپنی ضروریات لے آتی ہے۔ ہر وقت اپنے ساتھ اپنی ضروریات اور تقاضے لے آتا ہے۔ اور جس نے یہ نبض پہچان لی اسی کو وہ صدی اور اسی کو وہ وقت زندگی اور تابندگی بخشتا ہے۔ چاہے وہ عمارتیں ہوں، قصے ہوں، کہانیاں ہوں، شخصیات ہوں، واقعات ہوں، سلطنتیں ہوں یا کچھ اور۔ آج ہماری آنکھوں کے سامنے ایسی سارے مثالیں موجود ہیں۔ آج کی یہ صدی بھی ایسے بہت سے تقاضے اور ضروریات رکھتی ہے۔ اور جس نے ان ضروریات کو سمجھ کر اپنے کیریر کی پلاننگ کی سمجھئے کہ اس نے اس صدی میں اگلی صدیوں کی زندگی پالی۔ آئیے اب یہ دیکھتے ہیں کہ آخر یہ صدی کس طرح کی ضروریات رکھتی ہے۔ کیسے تقاضے رکھتی ہے اور ہم سے کیا چاہتی ہے کہ ہم کس طرح اس کے لئے تیار ہوں۔ اور ہم ایسا اور اس کی خواہشات کے مطابق کب اور کس طرح بن سکتے ہیں؟

دسویں جماعت کے بعد کیریر کی دنیا میں داخل ہونے کے لئے سب سے پہلا جو دروازہ ملتا ہے وہ گیارھویں جماعت کا ہے۔ گیارھویں میں ہم جو گروپ سبجیکٹ پسند کرتے ہیں اور جو کورس پسند کرتے ہیں ہم اسی راستے سے اسی منزل تک پہنچتے ہیں۔ اسی لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے آپ یہ طے کرلیں کہ آپ کیا بننا چاہتے ہیں اور جب آپ اپنے اندر یہ خواہش بیدار کرلیتے ہیں تب یہ دیکھیے کہ آپ کے اندر کیا یہ بننے کی صلاحیت اور آمادگی ہے؟ Aptitude ہے؟ جب آپ یہ سب کچھ چھان بین کرکے کسی پیشے کا انتخاب کرلیتے ہیں تب دوسرا بڑا مرحلہ ہوتا ہے کہ اس پیشے کی منزل تک جانے کا راستہ کیا ہے یا کتنے راستے ہیں۔ ان راستوں کی پہچان کیجئے یعنی ان کورسس کی پہچان کیجئے اور پوری تیاری کے ساتھ اس راستے پر چل پڑیے۔ پھر اس وقت تک چلتے رہیے جب تک کہ آپ کی مطلوبہ منزل نہ مل جائے مگر اس بات کا خیال رکھا جانا ضروری ہے کہ اس راستے سے گزرتے ہوئے راستے کی تمام تر تبدیلیوں کا ہمیں اندازہ ہوتا رہے اور ہم اپنے آپ کو ان موسمی تبدیلیوں سے ہم آہنگ کرتے رہیں۔ جیسے مان لیجئے کہ ہم نے اپنے آپ کے لئے انجینئر کا پیشہ منتخب کرلیا اور بارہویں میں داخلہ حاصل کرلیا مگر جو مضامین منتخب کیے وہ انجینئر بننے میں ہرگز مدد نہیں کرتے یا سب سے بڑی رکاوٹ پیدا کرتے ہیں تو پھر ہم نے سوچا الگ اور کیا ہوسکتا ہے۔ پھر جب آپ بارہویں پاس کرلیتے ہیں تب آپ کے سامنے دو راستے آکھڑا ہوتے ہیں اور یہ ہوتے ہیں انٹرنس ٹسٹ کے۔ ایک راستہ ریاستی سطح کے انٹرنس ٹسٹ کا ہوتا ہے اور دوسرا قومی سطح کے انٹرنس ٹسٹ کا۔ نہ صرف انجینئرنگ کے لئے بلکہ تقریباً ہر ایک پیشہ ورانہ کورس میں داخلے کے لئے یہی دو راستے ہوں گے چاہے وہ ڈاکٹر بننے کے لئے ہو، چاہے آرکٹکٹ، چاہے وکیل، چاہے لیکچرر، چاہے سائنٹسٹ، چاہے منیجر، چاہے کچھ اور۔ ہم یہاں طلبا کی سہولت کے لئے چند انٹرنس ٹسٹوں کی تفصیل لکھ رہے ہیں تاکہ ان کے لئے کیریر پلاننگ میں سہولت ہوسکے۔ ان تمام ٹسٹوں میں شرکت کے لئے طالب علم کا بارھویں کا امتحان لکھا ہوا، پاس کیا ہوا یا امتحان میں شرکت کرنے والا ہونا شرط ہے۔ اور ان تمام میں داخلے کا اعلانیہ عام طور سے نومبر۔ دسمبر اور جنوری کے اندر اندر شائع ہوجاتا ہے اور ادھر ابھی طالب علم اپنی بارھویں جماعت کے

باقی صفحہ ۸ پر

موضوع سخن

نیا تعلیمی سال - طلباء کی رہنمائی

آزادی کے بعد ملت اسلامیہ ہند کو جن گونا گوں مسائل سے واسطہ پڑا، ان میں ایک بڑا مسئلہ نئی نسل کی عصری اور پیشہ ورانہ تعلیم کا تھا۔ دینی تعلیم وتربیت کی بنیادیں پہلے سے موجود تھیں، لہٰذا اس شعبے میں کوئی بڑی دقت پیش نہیں آئی، لیکن عصری تعلیم کا مسئلہ یکسر مختلف تھا۔ کئی رکاوٹیں تھیں، متعدد مشکلات تھیں۔ سرکاری تعلیمی پالیسی کا وہی ڈھانچہ برقرار رہا جو انگریزی حکومت نے قائم کیا تھا، اور جس کا مقصد سرکاری نظم وانصرام چلانے کے لئے افراد تیار کرنا تھا۔ اس میں اخلاقی عنصر بس اتنا تھا کہ لوگ دیانتداری سے کام کریں۔ ابتدا میں آزاد ہندوستان کی حکومت کو اس نظام تعلیم سے کوئی تعرض نہ تھا جب کہ مسلم ملت کے سامنے مسئلہ یہ تھا کہ نئی نسل ملک کی اجتماعی زندگی میں بھی بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرے، ساتھ ہی اپنی دینی اقدار واخلاقیات سے بھی باوصف ہوسکے۔ عصری تعلیم کے حصول میں ابتداء میں کوئی خاص پریشانی نہیں تھی۔ اگر کچھ تھی تو وہ رجحان اور وسائل کی تھی۔ لیکن جیسے جیسے سرکاری پالیسی اور پروگراموں کو ایک مخصوص ذہن وفکر کے مطابق وضع کیا جانے لگا، مشکلات پیدا ہونے لگیں۔ ملک کے اکثر حصوں میں مسلمانوں کے لئے غربت وروزگار اور معاشی ذرائع کا مسئلہ تھا، اس لئے عصری علوم کی طرف وہ رجحان نہیں تھا جو شہریوں کے دیگر طبقات رکھتے تھے۔ پھر اگر جہاں جہاں کچھ رجحان تھا بھی تو وسائل کی کمی آڑے آتی تھی۔ ایک بڑا مسئلہ ملک کے تمام متوسط اور غریب طبقات کے لئے بالعموم اور مسلمانوں کے لئے بالخصوص یہ پیدا ہوا کہ تعلیم ایک تجارت وکاروبار کی شکل اختیار کرنے لگی۔ یہ مسئلہ شمالی ہند میں زیادہ نمایاں تھا۔ لیکن ملت بہرحال اس صورت حال سے نبرد آزما ہوتی رہی۔ گزشتہ ۲۵-۳۰ برسوں میں ملت کی معاشی حالت میں کچھ بہتری آئی ہے اور عصری وپیشہ ورانہ تعلیم کی طرف رجحان بھی بڑھا ہے۔ جدید سائنس وٹکنالوجی بالخصوص انفارمیشن ٹکنالوجی میں بھی مسلم نوجوان دلچسپی لے رہے ہیں نیز طب وصحت کے شعبہ میں بھی ان کی موجودگی محسوس کی جارہی ہے — ہر چند کہ بعض سرکاری اور غیر سرکاری حلقوں کی طرف سے مسلم نوجوانوں کے لئے مشکلات پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، مختلف طریقوں سے ان کی حوصلہ شکنی بھی ہورہی ہے لیکن وہ اپنی محنت اور لگن سے ملک کی تعمیر وترقی میں اپنا رول ادا کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ یہ صورت حال خوش آئند تو ہے لیکن اطمینان بخش نہیں ہے۔ دیگر الجھنوں کے ساتھ ایک الجھن یہ ہوتی ہے کہ سکنڈری اور ہائر سکنڈری کے بعد کیا کریں۔ یہ سوال ہر سال پیدا ہوتا ہے۔ اگر چہ مختلف ریاستوں اور بڑے شہروں میں متعدد چھوٹے چھوٹے ادارے، گروپ اور غیر سرکاری تنظیمیں ایسی ہیں جو اس سمت میں طلباء کی رہنمائی کرتی ہیں۔ جن میں سے بعض مرکزی نوعیت کی بھی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ مسئلہ ہر سال اپنی جگہ برقرار رہتا ہے۔ اس سلسلے میں معلومات کی کمی اور صحیح رہنمائی کے فقدان کی شکایت طلباء بالعموم کرتے ہیں۔ بنیادی طور پر یہ کام طلباء اور نوجوانوں میں کام کرنے والی تنظیموں کا ہے۔ سہ روزہ دعوت کے ماہانہ فیچر - جائزہ - کے اس شمارے کے ذریعے اسی سمت میں توجہ دلانے کی کوشش کی گئی ہے — ایڈیٹر

اچھے کورسیز کے ساتھ اچھا ادارہ اور ماحول بھی ہو

محمد صبغۃ اللہ ندوی

بچوں کے والدین اور طلباء کے لئے فیصلے کی سب سے مشکل گھڑی اس وقت ہوتی ہے جب اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخلے کا عمل شروع ہوتا ہے۔ اس وقت فیصلے میں معمولی غلطی پوری زندگی کے لئے پریشان کن بن جاتی ہے۔ اگر صحیح کورسیز کا انتخاب نہیں کیا گیا تو اس کا خمیازہ مستقبل میں بھگتنا پڑتا ہے اور اگر ایک بار صحیح کورسیز کا انتخاب ہوگیا اور اسی کے حساب محنت کی تو آگے کی منزلیں خود بخود طے ہوجاتی ہیں۔ صرف محنت، لگن اور یکسوئی کی ضرورت پڑتی ہے۔

اب جب کہ ملک میں نئے تعلیمی سال کا آغاز ہورہا ہے۔ اسکول کی سطح پر تو اپریل ہی سے نیا سیشن شروع ہوجاتا ہے، البتہ اعلیٰ تعلیم جو کالجوں اور یونیورسٹیوں میں دی جاتی ہے، وہاں تعلیمی سال کا آغاز ۱۵/جولائی کے بعد ہوگا۔ تاہم اس کے لئے بھی فارم بھرے جارہے ہیں۔ کئی یونیورسٹیوں کے فارم نکل چکے ہیں اور جن کے فارم نہیں نکلے ہیں وہ بھی اس ماہ کے آخر تک یا زیادہ سے زیادہ اگلے ماہ کے اوائل میں آجائیں گے۔ غرضیکہ اسکول، کالج اور یونیورسٹیوں میں تعلیمی سال ۲۰۰۹-۱۰ء کے لئے داخلے کا عمل شروع ہوگیا۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب والدین کو اپنے بچوں کے تعلیمی کیریئر اور مستقبل کا اہم فیصلہ کرنا پڑتا ہے اور صحیح کورسیز کا انتخاب کرکے بچوں کو اس راستے پر ڈالنا ہوتا ہے جو انہیں روشن مستقبل کی طرف لے جاتے ہوں۔

بچوں کے والدین اور طلباء کے لئے فیصلے کی سب سے مشکل گھڑی اس وقت ہوتی ہے جب اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخلے کا عمل شروع ہوتا ہے۔ اس وقت فیصلے میں معمولی غلطی پوری زندگی کے لئے پریشان کن بن جاتی ہے۔ اگر صحیح کورسیز کا انتخاب نہیں کیا گیا تو اس کا خمیازہ مستقبل میں بھگتنا پڑتا ہے اور اگر ایک بار صحیح کورسیز کا انتخاب ہوگیا اور اسی کے حساب محنت کی تو آگے کی منزلیں خود بخود طے ہوجاتی ہیں۔ صرف محنت، لگن اور یکسوئی کی ضرورت پڑتی ہے۔

پرائمری کی تعلیم تک بچوں پر اتنی توجہ نہیں دینی پڑتی، البتہ جب بچہ سکنڈری میں پہنچتا ہے تو والدین کو بچوں کے لئے کورسیز کے انتخاب، اسی کے حساب سے ذہن سازی اور تیاری جیسے اہم کام کرنے پڑتے ہیں کیونکہ سکنڈری کی تعلیم کے دوران ہی آگے کی تعلیم کے راستے طے ہوجاتے ہیں۔ میڈیکل، انجینئرنگ اور سائنس وآرٹ کے میدانوں میں کسی ایک کو منتخب کرنا ہوتا ہے جس کی نوبت اگرچہ دسویں کے بعد آتی ہے لیکن اس کے لئے ذہن سازی اس سے پہلے ہی ہوتی ہے۔ اس لئے سب سے زیادہ سکنڈری کی تعلیم کے دوران ہی بچوں پر دینی چاہئے اور جس میدان میں اسے آگے کی تعلیم دلانا ہے۔ اس میں سکنڈری کی تعلیم کے دوران بچوں میں دلچسپی اور لگن پیدا کردینا چاہئے۔

اصلاً دسویں تک ہی بچوں کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری والدین کی ہوتی ہے۔ اس کے بعد آگے کا فیصلہ بچے خود اپنی تعلیم کی روشنی میں کرتے ہیں۔ اس وقت انہیں صحیح رہنمائی کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ وہ جو بھی فیصلے کریں صحیح کریں، عام طور پر والدین ابتدائی تعلیم کے وقت بچوں پر صحیح توجہ نہیں دیتے۔ بعد میں جب وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے اور بچے کی تعلیم وتربیت ان کے خوابوں کے مطابق نہیں ہوتی تو وہ کف افسوس ملتے رہتے ہیں پھر چاہتے ہوئے بھی وہ کچھ نہیں کرسکتے۔

موجودہ دور میں جب عالمی معاشی بحران کی وجہ سے پوری دنیا میں ملازمتوں میں تخفیف کی جارہی ہے جس کی وجہ سے بیروزگاری بڑھ رہی ہے، والدین کے لئے بچوں کی تعلیم وتربیت سے متعلق فیصلہ کرنا اور بھی مشکل ہوگیا ہے۔ مسلمانوں کو تو پہلے ہی ملازمت کم ہی ملتی تھی، اس لئے اگر بچوں کے لئے صحیح کورسیز کا انتخاب نہیں کیا گیا تو دیگر اقوام کے مقابلہ میں کھڑا ہونا اور بھی مشکل ہوجائے گا۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے اس دور میں اس وقت سب سے زیادہ اسکوپ سائنس وٹیکنالوجی اور ذرائع ابلاغ سے متعلق کورسیز کا ہے۔ بدقسمتی سے مسلمان ان ہی میدانوں میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو والدین اپنے بچوں کی صحیح تربیت نہیں کرتے۔ ان کی تعلیم پر جیسی توجہ دینی چاہئے ویسی توجہ نہیں دیتے۔ دوسرے مالی دشواریوں اور ملازمت سے مایوسی بھی مسلم بچوں کی صحیح تعلیم وتربیت میں اہم رکاوٹ بنتی رہتی ہے۔ ملی رہنما بھی والدین اور بچوں کی صحیح رہنمائی کا فریضہ انجام نہیں دیتے۔ حد تو یہ ہے کہ صحیح رہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے مسلم طلباء حکومت کی مراعات سے فائدہ اٹھا کر آگے نہیں بڑھ پاتے۔ یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ تعلیم اور کورسیز کے ذریعہ اقوام کی سوچ اور نظریات کو بدلا جاسکتا ہے، اس لئے بچوں کے لئے صرف اچھے کورسیز کا انتخاب ہی ضروری نہیں ہے بلکہ اچھے ادارے اور ماحول کا انتخاب بھی ضروری ہے۔

●●

جہیز کی تباہ کاری اور نظام وراثت کی برکت

ایم شیزی۔(نگینہ، بجنور)

اسلام مکمل نظام زندگی ہے۔ وہ زندگی کے ہر شعبے کے لئے جامع اور مکمل ہدایت دیتا ہے۔ اور چونکہ معاشرت بھی انسانی زندگی کا اہم ترین شعبہ ہے۔ اس لئے اسلام نے مسلمانوں کو پرامن وخوشحال اور مامون ومحفوظ رکھنے کے لئے بعض احکام اور اصول کے ذریعہ پرحکمت رہنمائی فرمائی ہے۔

ہندوستانی مسلم معاشرے میں قرآن وسنت سے عملی دوری کی بناء پر متعدد غیر اسلامی اور مکروہ رسمیں ایک ناگزیر حقیقت بن کر شامل ہوگئی ہیں۔ ہر شخص یہ جان کر بھی یہ رسوم غیر اسلامی ہیں، دیگر اقوام کی مذہبی اور سماجی شناخت ہیں۔ یہ جان کر بھی کہ یہ خود اس کے لئے اپنے خاندان اور معاشرے کے لئے دُنیا وآخرت دونوں کے لئے مہلک اور تباہ کن ہیں۔ یہ جان کر بھی کہ ان سے مسلم گھرانوں وخاندانوں اور معاشرے میں فساد برپا ہوگیا ہے۔ مسلم معاشرہ اور خاندانی نظام درہم برہم ہوتا جارہا ہے۔ اس کے باوجود غیر اسلامی رسوم کی محبت میں اس قدر گرفتار ہیں کہ اپنی تباہی اور بربادی تو منظور ہے لیکن ان کو چھوڑنا اور ان سے اعراض کرنا قطعی منظور نہیں ہے۔

ان غیر اسلامی رسموں میں ایک رسم جہیز بھی ہے۔ جہیز مسلم معاشرے میں ایک خوفناک ناسور کی طرح پھیل گیا ہے۔ اس نے جہاں خاندانوں میں دشمنی، تفریق، نزاع اور عداوت پیدا کی ہے وہیں معاشرے کی بنیادیں بھی کھوکھلی کردیں۔ جہیز کی لعنت کسی ایک طبقے تک محدود نہیں ہے بلکہ مسلم سماج کا ہر طبقہ اس میں شامل ہے۔ ملی قیادت ہی نہیں بلکہ مذہبی قیادت بھی اس کی عملی تائید اور توصیف کرتی آرہی ہے۔

دنیا میں صرف ہندوستان ایسا ملک ہے جس میں آباد مسلمانوں میں جہیز کی مذموم رسم پائی جاتی ہے یہ رسم مسلم معاشرے میں ہندو سماج سے آئی ہے۔

ہندو معاشرے کے تاریخی مطالعے سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ بھارت میں جہیز کی رسم قدیم زمانے سے موجود ہے اور اس کو مذہبی تحفظ بھی حاصل ہے۔ ہندو قوم میں اس رسم کا آغاز ویدک دور سے ہی ہوگیا تھا لیکن پرانوں کے دور میں اس کو بہت فروغ حاصل ہوا چنانچہ رامائن، مہابھارت اور بھاگوت پران میں بھگوان اور دیوتا بھی جہیز لیتے اور دیکھے جاتے ہیں، ان مذہبی کتب میں بھگوان اور دیوی دیوتاؤں کی شادی کے تذکروں کے ساتھ ان میں دیئے گئے اور لئے گئے جہیز کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ ہندوستان میں جہیز ایک رسم ہی نہیں بلکہ مذہبی سنسکار کے درجہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہندوؤں کی تسلیم شدہ رائج مذہبی کتب میں بھگوان اور دیوی دیوتاؤں کی شادی کے موقع پر دیئے گئے جہیز کی تفصیلات اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔

تلسی داس جی رام چرت مانس میں "پاروتی" کی شادی کے موقع پر دیئے گئے جہیز کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ "پاروتی" کے والد نے، شیوجی کو غلام لونڈیوں، گھوڑیوں، رتھ، ہاتھی، گایوں، کپڑوں اور ہیروں کے علاوہ اور بھی بہت سی چیزیں بیل گاڑیوں میں بھر کردی تھیں۔ جن میں مختلف قسم کے اناج اور سونے کے برتن بھی شامل تھے۔ شیوجی پاروتی کے ساتھ بے پناہ جہیز کا سامان لے کر رخصت ہوئے تھے۔

مہابھارت میں دروپدی جس کی شادی پانچ پانڈوؤں کے ساتھ ہوئی تھی، اس شادی میں دروپدرا جانے اپنی بیٹی دروپدی کے ساتھ اپنے داماد کو بہت سے ہیرے جواہرات اور بے پناہ دولت دی، ساتھ ہی ہیرے جواہرات جڑی بوٹی راسیں لگا کر عمدہ قسم کے گھوڑوں والے رتھ، سو ہاتھی، بہترین، پوشاکیں اور زیورات سے لدی ہوئی لونڈیاں بھی دیں، ان کے علاوہ بھی بے شمار دولت اور جواہرات دیئے گئے۔ راجا دروپد نے اسی پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ ہر پانڈو کو اتنا ہی جہیز الگ سے دیا۔

مہابھارت میں ہی ارجن کے بیٹے ابھیمنیو کی شادی میں راجا وراٹ نے جہیز میں ہوا کی رفتار سے چلنے والے ساٹھ ہزار گھوڑے، دوسومست ہاتھی اور بہت سی دولت ہی نہیں دی، بلکہ اس نے اپنی حکومت، فوج اور دولت کے انبار کے ساتھ اپنے آپ کو بھی داماد کے حوالے کردیا، یعنی خود کو بھی بمعہ راج پاٹ کے جہیز میں دے دیا۔

اسی مہابھارت میں کرشن جی کی بہن سبھدرا کی شادی اور اس کو دیئے گئے جہیز کا تذکرہ بھی تفصیل کے ساتھ آیا ہے۔ کرشن جی نے بھی اپنی بہن کو شادی کے موقع پر سونے سے منڈھے ہوئے ایک ہزار رتھ، دس ہزار گائیں، سونے سے سجی ہوئی ایک ہزار سفید گھوڑیاں، پانچ سو خچر، پانچ سو سدھے ہوئے بیل، سونے کے زیورات سے سجی ہوئی ایک ہزار لونڈیاں، ایک ہزار گھوڑے اور دس ہزار آدمیوں کے وزن کے برابر سونا جہیز میں دیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنی بہن کو مہادتوں کے ساتھ ایک ہزار ہاتھی بھی دیئے۔ جن کی گردنوں میں سونے کی گھنٹیاں لٹکی ہوئی تھیں۔

رام چندر جی اور سیتا جی کی شادی میں دیئے گئے جہیز کی تفصیلات رامائن میں موجود ہیں۔ جو راجا جنک نے اُن کو دیا تھا۔ بالمیکی رامائن کے مطابق راجا جنک نے اپنی بیٹی سیتا کی شادی کے شبھ اوسر پر کئی لاکھ گائیں، لاتعداد قالین، کروڑوں ریشمی اور سوتی پوشاکیں، زیورات سے سجے ہوئے بہت سے ہاتھی اور گھوڑے، رتھ اور پیدل فوجی، کئی سولڑکیاں اور بہترین لونڈی وغلام نذر کئے۔ ان سب کے علاوہ ایک کروڑ سونے اور چاندی کے سکے موتی اور مونگے بھی جہیز میں دیئے۔

راجا جنک نے جہیز کا یہ سامان چاروں بھائیوں کو الگ الگ نذر کیا، کیونکہ رام چندر جی کے ساتھ ان کے باقی تین بھائیوں کی شادی بھی ایک ہی ساتھ ہوئی تھی۔

شری مد بھاگوت پران:

اس مشہور پران میں کرشن جی کی جیونی یعنی ان کی زندگی کی روداد بیان کی گئی ہے۔ ان میں کرشن جی کی شادی کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ اس شادی کے موقع پر ان کی بیوی کے باپ نے اپنی بیٹی کو زیورات اور شاندار لباس زیب تن کئے ہوئے تین ہزار حسین لونڈیاں، دو ہزار سجی ہوئی گائیں، نو ہزار گائیں، نو ہزار ہاتھی، نو لاکھ رتھ، نو کروڑ گھوڑے اور گھوڑوں سے سوگنے غلام جہیز میں دیئے۔

ہندو قوم کے یہ وہ مقدس دھارمک گرنتھ ہیں جن پر ہر ہندو یقین رکھتا ہے اور بہت عقیدت واحترام سے پڑھتا اور سنتا ہے۔ اپنے گھروں میں ان کتابوں کی کتھا اور اکھنڈ پاٹھ کرانا ہندو بہت ثواب کا کام اور مذہبی فریضہ سمجھ کر انجام دیتے ہیں۔ ہر سال دسہرہ اور دیوالی کے موقعوں پر ان کتابوں کے واقعات کو اسٹیج کرکے دکھایا جاتا ہے، جس میں بھگوانوں اور دیوتاؤں کی زندگی کے مختلف واقعات کے ساتھ شادی اور جہیز کے واقعات بھی سامنے آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو معاشرے میں جہیز ایک ناگزیر حقیقت ہے، کیونکہ یہ ان بھگوانوں اور دیوی دیوتاؤں کا عمل ہے جن کی ہندو عوام انتہائی عقیدت، خلوص واحترام سے پوجا کرتے ہیں اور ان کی تقلید کو اپنا پرم دھرم اور نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

اس تفصیل سے واضح ہوجاتا ہے کہ جہیز کلیۃً ایک ہندووانی رسم ہے۔ اس کی تمام بنیادیں غیر اسلامی ہیں۔ اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے، اس کے تمام احکام حکمت اور فطرت کے مطابق ہیں۔ ان میں نرمی، آسانیاں اور رحمتیں پوشیدہ ہیں۔ اسلام نے اپنے تمام احکام میں آسانیوں کو مدنظر رکھا ہے اور بلاوجہ کی پابندیوں اور بندشوں سے ہمیں احتراز اور اعراض کیا ہے۔ ارشادِ باری ہے۔

"اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ آسانی کرنا منظور ہے اسے تمہارے ساتھ دشواری منظور نہیں۔"

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم امراء واحکام کو ہمیشہ آسانی کی تلقین اور سخت گیری کی ممانعت فرماتے تھے۔ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ خود نرمی والا ہے اور نرمی کو پسند فرماتا ہے اور نرمی پر وہ چیز عطا فرماتا ہے جو سختی پر عطا نہیں فرماتا۔

صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا: "آسانیاں پیدا کرو، تنگی نہ کرو، لوگوں کو مایوس نہ کرو اور نہ نفرت دلاؤ۔" دوسری جگہ آپؐ نے ارشاد فرمایا "جو میرے طریقہ کو محبوب رکھے وہ میرے طریقہ پر چلے اور نکاح میری سنت ہے۔"

اسلام میں نکاح کی اہمیت اس بنا پر ہے کہ وہ معاشرے میں بدکاری کو ختم کرنا چاہتا ہے اور فواحش اور شہوانیت کو کسی طرح برداشت نہیں کرسکتا یہی وجہ ہے کہ بدکاری کے لئے شریعت میں شدید ترین سزا مقرر کی گئی ہے۔ بدکاری تو دور کی بات اسلام اس کے چرچے کو بھی پسند نہیں کرتا۔ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "نکاح کو اتنا آسان کردو کہ بدکاری مشکل ہوجائے۔" ارشاد رسولؐ ہے کہ "عورت سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے (۱) مال (۲) حسب ونسب (۳) حسن وجمال (۴) دین۔ اور تم دین والی عورت کو ترجیح دو۔"

اب ہم خود ہی فیصلہ کرسکتے ہیں کہ ہم نے صرف شادی کے تعلق ہی سے احکام الٰہی اور طریقہ سنت کے مطابق کتنا عمل کیا ہے۔ کیا ہمارے سماج کی کوئی شادی بغیر جہیز کے ممکن ہے؟ کیا اس واضح ہندو دھارمک سنسکار کے بغیر ہم شادی کی تکمیل کرسکتے ہیں؟ کیا ہم اس ارشاد رسولؐ کو بھول چکے ہیں جس میں آپ نے غیر اقوام کی مشابہت اختیار کرنے والوں کو اسی قوم کے ساتھ اٹھانے کی وعید سنائی ہے؟ جہاں یہ بات انتہائی سفاکی، بے شرمی اور ہلاکت کی ہے وہیں غور وفکر کرنے کی بھی ہے کہ داعیانِ اسلام جو احکام الٰہی پر عمل کرنے کا دم بھرنے والے، عشق رسولؐ کا دعویٰ کرنے والے، قرآن مقدس کو کتاب ہدایت سمجھنے والے اور اعلاء کلمۃ اللہ کو بلند اور اقامتِ دین کا فرض منصبی کا دعویٰ کرنے والے، سنتوں کو زندہ کرنے کی صدا بلند کرنے والے ہیں۔ ایک بار سوچیں اور غور کریں، عبادت، ریاضت، معیشت، تہذیب، معاملات، سیاست، اخلاق وکردار کے تعلق کے علاوہ صرف شادی کے تعلق سے وہ بھی تمام رسوم میں نہیں بلکہ جہیز کے تعلق سے جو کہ مسلم شادی کا جزو لاینفک بن چکی ہے۔ کیا یہ غیر اسلامی رسم ہماری بہن بیٹیوں کی زندگیوں اور عصمتوں کی تباہی وبربادی کی ضامن نہیں بن رہی ہے؟ کیا یہ قبیح رسم عداوتوں، نفرتوں اور خونریزی کا پیش خیمہ نہیں ثابت ہورہی ہے؟ کیا اس ہندووانی رسم نے مسلم خاندانوں کی بنیادیں نہیں ہلادی ہیں؟ ظاہر ہے کوئی بھی معمولی سا شعور رکھنے والا انسان اس کا جواب نفی میں نہیں دے سکتا۔ اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے ہمیں آسانیاں فراہم کیں اور ہم نے تنگی اور سختی اختیار کی۔ اللہ اور اس کے رسولؐ نے رحمت اور برکت عطا فرمائی، ہم نے زحمت اور مشقت پسند کی۔ جہیز کی خاطر دیندار، نیک سیرت پاک دامن لڑکیاں جہیز کی بنا پر کنواری بیٹھی رہیں۔ اس قبیح رسم کی وجہ سے ہی معاشرے کے کمزور اور غریب لوگوں کے لئے شادی سوہانِ روح بن گئی ہے۔ جہیز اور دیگر اصراف بیجا کے ڈر سے وہ شادی کے انتظامات نہیں کرپاتے، لڑکے والوں کے مطالبات پورے کرنے کی اور دیگر اخراجات برداشت کرنے کی ان میں ہمت نہیں ہوتی، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی بیٹیاں گھروں میں بیٹھی رہ جاتی ہیں۔ ایسے والدین جیتے جی مرنے لگتے ہیں۔ اگر صحیح تربیت اور صحیح ماحول نہ ہو تو جنسی بے راہ روی کے دروازے کھلنے لگتے ہیں جب کہ دوسری طرف جہیز کے عام چلن ہونے کی وجہ سے بہت سے لوگ ہوسِ زر میں اندھے ہوکر حد درجہ حریص اور لالچی بن گئے ہیں۔ ان کے حریصانہ مطالبات پورے نہ ہونے کی وجہ سے طلاق وتفریق تک ہی نوبت نہیں پہنچتی بلکہ دلہن کو نذر آتش کرنے اور اس کو خودکشی پر مجبور کرنے کے واقعات آئے دن اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں اور بعض اوقات یہی غیر اسلامی رسم جہیز قتل وغارت گری کا سبب بن جاتی ہے۔ درحقیقت جہیز مسلم گھروں اور خاندانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ پورے ہندوستانی معاشرے کے لئے تباہی وبربادی کا سامان بن رہا ہے۔

قرآن حکیم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مرد کو عورت پر ایک درجہ فضیلت دیتے ہوئے اسے "قوام" قرار دیا ہے۔ یعنی مرد کے ذمے جہاں عورت اور عیال کی حفاظت کی ذمہ داری ہے وہیں تمام تر مالی اخراجات جس میں گھریلو اور شادی کے اخراجات کی ذمہ داری شوہر کے اوپر عائد ہوتی ہے۔ بیوی کا نان ونفقہ اور مکان کی ذمہ داری تو شوہر پر واجب ہے، اسی طرح بیوی کو مہر کی ادائیگی اور ولیمہ کی ذمہ داری بھی شوہر پر عائد ہوتی ہے۔ ترمذی میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے "اے نوجوانوں کے گروہ! تم میں سے جو گھرداری کرسکتا ہو اس کو شادی کرنی چاہئے۔" قرآن اور سنت کے ان واضح احکام سے قطعی طور پر ثابت ہوجاتا ہے کہ شرعاً مالی اخراجات کا بار پوری طرح شوہر کے ذمہ ہے۔ بیوی یا عورت اس سے بری الذمہ ہے۔

بعض لوگ حضرت فاطمہؓ کے حوالہ سے اس کو جائز قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسولؐ نے بھی تو اپنی بیٹی کو شادی کے موقع پر جہیز دیا تھا، حالانکہ ان کا یہ دعویٰ باطل اور غلط فہمی پر مبنی ہے۔

جہاں تک حضرت محمدؐ کی جانب سے حضرت فاطمہؓ کے نکاح میں کچھ چیزیں (جن کو عام طور پر لوگ جہیز کے جواز کے طور پر پیش کرتے ہیں) دینے کا معاملہ ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ سب ضروری سامان حضرت علیؓ کے مال سے خریدا گیا، نہ کہ اللہ کے رسولؐ نے اپنے ذاتی مال سے حضرت فاطمہؓ کو دیا۔ یہ سامان چونکہ باپ کے نہیں بلکہ شوہر کے مال سے خریدا گیا سامان ہے اس لئے پوری طرح سے شریعت کے مطابق ہے۔ حضرت علیؓ کے نکاح کی تفصیلات متعدد روایتوں اور مستند کتابوں میں ملتی ہیں جن میں صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت علی نے جب حضرت فاطمہؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نکاح کا پیغام دیا تو رسول اللہؐ نے ان سے معلوم کیا کہ گھر کے اخراجات اور مکان وغیرہ کے لئے کچھ ہے؟ حضرت علیؓ کے پاس ایک زرہ ایک گھوڑا اور ایک تلوار اور کچھ نہیں تھا اس لئے انہوں نے وہی پیش کردی، چنانچہ زرہ فروخت کردی گئی جس سے چار سو اسّی درہم حاصل ہوئے۔ ان میں سے دو مٹھی درہم آپ نے ضروری سامان خریدنے کے لئے حضرت ابوبکرؓ کو دیئے، اس رقم سے انہوں نے ایک چمڑے کا تکیہ، ایک سیاہ یمنی چادر، ایک چار پائی ایک کوزہ، ایک کپڑا اور ایک مشکیزہ وغیرہ گھر کی دنیوی ضرورتوں کا سامان خریدا۔ کچھ رقم سے خوشبو وغیرہ خریدی گئی اور بقیہ رقم مہر میں دے دی گئی۔

(شرح مواہب، ج:۲،ص:۴۰۳)

اس واقعہ سے پوری طرح ثابت ہوجاتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی رخصتی کے وقت ان کو دیا گیا سامان حضرت علی کی مالیت سے خریدا گیا تھا نہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جانب سے ان کو کوئی سامان ضرورت دیا تھا۔ جہیز فاطمی کے حامیوں کے جواز کی جڑ کاٹنے کے لئے کیا یہ تاریخی اور مستند واقعہ کافی نہیں ہے؟ اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بیٹیاں اور بھی تھیں ان کے نکاح میں بھی کسی بھی قسم کے جہیز کا تذکرہ نہیں ملتا۔ اولاد سے یکساں سلوک اور مساوات انسانی کا درس دینے والے، حقوق انسانی کے علمبردار، امین، صلہ رحمی کے پاسبان، عدل وانصاف وحق کے پیامبر وداعی، اکمل الانسان، محسن انسانیت، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کی لائی ہوئی شریعت سے جہیز جیسی غیر اسلامی، غیر اخلاقی، غیر انسانی اور ناانصافی والی لعنت کو وابستہ کرنے کی جرأت دشمن اسلام تو ضرور کرسکتا ہے لیکن ادنیٰ ترین درجے کے شعوری مومن سے بھی جانتے بوجھتے ایسی توقع نہیں کی جاسکتی۔

جہیز کے جواز میں دوسری یہ دلیل دی جاتی ہے کہ چونکہ بھارت میں لڑکیوں کو وراثت میں حصہ دینے کا رواج نہیں ہے اس لئے میراث کے حصے کے بقدر جہیز کی شکل میں اس کا حق دے دیتے ہیں۔ یہ جواز جہیز فاطمی کے جہیز سے بڑا ہلاکت خیز ہے۔ چونکہ پہلے جواز میں رسول حق پر بہتان کی مذموم جرأت کی گئی ہے اور اس دوسرے جواز میں خود شارع بننے کی ناپاک کوشش کی گئی ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ تحلیل وتحریم یعنی حرام وحلال کا اختیار صرف اللہ رب العزت کو ہے، اس کا اختیار اللہ نے نبیوں اور رسولوں کو بھی نہیں دیا۔ سورۂ تحریم اس کی واضح اور روشن مثال ہے۔ اسی طرح وراثت کے حصے اور حقوق بھی اللہ نے خود مقرر فرمائے ہیں، ان میں کمی یا زیادتی کرنے کا اختیار رسول اللہؐ کو بھی نہیں ہے۔ مورث کی حیات میں اس کی وراثت میں لڑکی کا کتنا حصہ ہوگا؟ صریح طور پر خلاف شریعت ہے چونکہ وراثت کا اطلاق مورث کی وفات کے بعد ہوتا ہے۔ اس کی زندگی میں نہیں۔ دوسری بات وراثت اور جہیز دو مختلف چیزیں ہیں۔ ایک اسلامی دوسری غیر اسلامی۔ اس لئے مورث کی حیات میں یہ طے کرنا کہ اس کے مرنے کے بعد اس لڑکی کا کتنا حصہ ہوگا؟ غیر واضح ہے۔ کیا یہ مذموم جرأت حقوق اللہ کے حق سے تجاوز کرنے کے مترادف نہیں ہے، جب کہ اس میں وارثوں کی مرضی کے خلاف کمی بیشی کا اختیار نبی برحق کو بھی نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ وراثت کی حصہ داری ایک شرعی عمل ہے اور جہیز قطعی طور پر غیر شرعی عمل ہے۔ جو کہ ہندو مذہبی رسم ہے۔ کیا ایک جائز اور شرعی عمل کو صریحاً ناجائز اور غیر شرعی عمل کے مترادف قرار دیا جاسکتا ہے؟ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اس طرح لڑکی کو وراثت کے حق سے محروم کرنے کا جواز نکال لیا جاتا ہے جب کہ وراثت خود اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود میں سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بار بار قرآن میں حدود اللہ قرار دیا ہے اور حدود اللہ کو پامال کرنے والوں کو سخت عذاب مبین کی تنبیہ سنائی ہے۔

تیسرا جواز جو جہیز کی حمایت میں پیش کیا جاتا ہے وہ "ہدیہ" ہے۔ یعنی لڑکی والے لڑکے والوں کو بطور جہیز جو کچھ بھی دیتے ہیں وہ دراصل "ہدیہ" ہے۔ یہ عذر بھی قطعی نامعقول اور گمراہ کن ہے، کیونکہ ہدیہ دینا مسنون اور عین شریعت ہے۔ ……جاری……

اب ہم خود ہی فیصلہ کرسکتے ہیں کہ ہم نے صرف شادی کے تعلق ہی سے احکام الٰہی اور طریقہ سنت کے مطابق کتنا عمل کیا ہے۔ کیا ہمارے سماج کی کوئی شادی بغیر جہیز کے ممکن ہے؟ کیا اس واضح ہندو دھارمک سنسکار کے بغیر ہم شادی کی تکمیل کرسکتے ہیں؟ کیا ہم اس ارشادِ رسولؐ کو بھول چکے ہیں جس میں آپ نے غیر اقوام کی مشابہت اختیار کرنے والوں کو اسی قوم کے ساتھ اٹھانے کی وعید سنائی ہے؟

مناسب مسلم آبادی والے کسی بھی شہر کے مسلم گھرانوں میں ہونے والی شادیوں کی فضول خرچیوں کا اگر حساب لگایا جائے تو وہ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپے سالانہ بیٹھے گا۔ اور اگر اس خطیر رقم کو فلاح عامہ کے کام، جیسے تعلیمی اور طبی مراکز کھولنے، یتیموں بیواؤں ناداروں کی بنیادی ضرورتیں مہیا کرنے اور بے روزگاروں کو مناسب روزگار فراہم کرانے کے لئے منظم طور پر خرچ کیا جائے تو صرف ایک دہائی کے اندر اس شہر کا کوئی مسلمان غیر تعلیم یافتہ، بے روزگار، مفلس اور نادار تلاش کرنے سے بھی نہ مل سکے گا۔

تقویٰ

محمد سیف اللہ چندر گھسہ، کوٹہ (راجستھان)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا سامان کیا ہے۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ یقیناً تمہارے ان سب اعمال سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔" (سورہ حشر:۱۸) ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "پس بچوں اس خدا کی نافرمانی سے جس کی پیشی میں تم سب کو گھیر کر حاضر کیا جائے گا۔" (سورہ مائدہ:۹۶) "اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی کسی کے ذرا کام نہ آئے گا۔" (سورہ بقرہ:۴۸) "اُس دن کی رُسوائی سے بچو جب کہ تم اللہ کی طرف واپس ہوگے۔" (سورہ بقرہ:۲۸۱)

"اُس آگ سے بچو جو حق کا انکار کرنے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔"

(سورہ آل عمران:۱۳۱)

"جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا، اللہ اس کے لئے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کردے گا۔" (سورہ طلاق:۲)

"اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جہاں بھی رہو اللہ سے ڈرتے رہو اور برائی کے بعد نیکی کرلو، وہ برائی کو مٹادے گی، اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔" (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے ظاہری وپوشیدہ معاملوں میں اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر (تم سے) کوئی برائی سرزد ہوجائے تو نیکی کرلو اور کسی سے کوئی چیز نہ مانگو چاہے تمہارا کوڑا ہی گر جائے۔" (مسند احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو کسی جنگی مہم کا سردار بنا کر بھیجتے تھے تو اسے خاص طور پر تقویٰ (اللہ سے ڈرنے) اور اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کی نصیحت فرماتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر بھی وصیت فرمائی تھی "میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور اطاعت و فرمانبرداری کی وصیت کرتا ہوں۔ حضرت یزیدؓ بن سلمہ کی روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھے کوئی ایسی بات بتادیجئے جو سب کی جامع ہو۔ آپؐ فرمایا: "جہاں تک تمہارے علم میں ہو اللہ سے ڈرتے رہو۔"

(ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی اور غنا مانگتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں یہ بھی فرمایا کرتے تھے، (اے اللہ!) میں تجھ سے ظاہر وباطن میں تیری خشیت کا طلب گار ہوں۔"

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنایا تو انہیں وصیت کرتے ہوئے پہلی بات یہی فرمائی "عمرؓ اللہ سے ڈرنا" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ کو لکھا: میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو۔ حضرت علی رضی اللہ نے ایک شخص کو کسی مہم کا امیر بنا کر بھیجتے ہوئے نصیحت فرمائی: میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا کیوں کہ بہرحال اسی کے پاس جانا ہے اُس سے بچ نہیں سکتے وہی دنیا وآخرت کا مالک ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے تھے: تین چیزیں سب سے زیادہ قابل قدر ہیں۔ تنگ دستی میں سخاوت، تنہائی میں پرہیزگاری اور جس سے اُمید وخوف ہو اس کے سامنے حق بات کہنا۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا، نگاہ بچانے میں کس چیز سے مدد مل سکتی ہے۔ انہوں نے جواب دیا: تمہارے یہ جاننے سے کہ تم جس چیز کو دیکھ رہے ہو، اس سے زیادہ تیزی سے اللہ کی نگاہ تم پر پہنچ چکی ہے۔ سلیمان تیمی کہتے ہیں: آدمی چھپ کر گناہ کرتا ہے، لیکن جب باہر آتا ہے تو اس کی ذلت کا اثر اس پر رہتا ہے۔ ابوسلیمانؒ کہتے ہیں: اصل گھاٹے میں وہ ہے جو لوگوں پر تو اپنا نیک عمل ظاہر کرے اور جو اس کی شہ رگ سے بھی قریب ہے یعنی اللہ تعالیٰ اُسے اپنے بُرے اعمال دکھائے۔

عمل کام آئے گا نسب نہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ہر شخص کا درجہ اس کے عمل کے لحاظ سے ہے۔" (سورہ الانعام ۱۳۲) "پھر جوں ہی صور پھونک دیا گیا، ان کے درمیان پھر کوئی رشتہ نہ رہے گا اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔"

(سورہ مؤمنون:۱۰۱)

"حقیقت میں تو جو لوگ اپنے رب کے خوف سے ڈرنے والے ہوتے ہیں، جو اپنے رب کی آیات پر ایمان لاتے ہیں، جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے اور جن کا حال یہ ہے کہ دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں اور دل ان کے اس خیال سے کانپتے رہتے ہیں کہ ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے۔ وہی بھلائیوں کی طرف دوڑنے والے اور سبقت کرکے انہیں پالینے والے ہیں۔"

(سورہ المومنون:۶۱)

"دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمہارے رب کی اور اس کی جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے اور وہ ان خدا ترس لوگوں کے لئے مہیا کی گئی ہے جو ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں خواہ وہ بدحال ہوں یا خوش حال، جو غصے کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کردیتے ہیں، ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔"

(سورہ آل عمران:۱۳۳)

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: "جس کا عمل سست ہوگا اس کا نسب اسے تیز رفتار نہیں بناسکتا۔" یعنی عمل سے ہی درجات بلند ہوسکتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا تو پل صراط جہنم پر قائم کیا جائے گا تب اس پر سے لوگ گروہ درگروہ اپنے اعمال کے مطابق گزریں گے۔ شروع کے گروہ پلک جھپکتے گزر جائیں گے۔ پھر ہوا کی طرح پھر بارش کی طرح پھر مویشیوں کی طرح، پھر آدمی دوڑتا ہوا گزرے گا، پھر آہستہ سے جیسے پیدل چلا جاتا ہے، آخر میں پیٹ کے بل گھسیٹے گا، تب عرض کرے گا یا اللہ تعالیٰ، تو نے مجھے کیوں سُست بنادیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "میں نے تمہیں سست رفتار نہیں بنایا بلکہ تمہارے عمل نے بنایا ہے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ کی روایت ہے کہ جب آیت "اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ" نازل ہوئی تو آپؐ نے قریش کے لوگوں (کو جمع کرکے ان) سے فرمایا: "اے قریش کے لوگو! اللہ تعالیٰ سے اپنی جانوں کے بارے میں سودا کرلو۔ میں اللہ تعالیٰ سے تمہیں ذرا بھی بے نیاز نہیں کرسکتا۔ اے عباس ابن عبدالمطلب میں تمہیں ذرا بھی اللہ تعالیٰ سے بے نیاز نہیں کرسکتا۔ اے صفیہ (آپ کی پھوپھی) میں تمہیں ذرا بھی اللہ تعالیٰ سے بے نیاز نہیں کرسکتا۔ اے فاطمہؓ بنت محمدؐ، مجھ سے جو چاہو (میرے مال میں سے) مانگ لو لیکن میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ذرا بھی بے نیاز نہیں کرسکتا۔"

ایک روایت میں ہے کہ "تم میں سے میرے ساتھی متقی لوگ ہوں گے۔ لوگ اعمال لے کر آئیں گے اور (کہیں ایسا نہ ہو) کہ تم اپنی گردنوں پر دنیا لاد کر لاؤ اور "محمدؐ" "محمدؐ" پکارو۔ میں تو یہی کہہ پاؤں گا کہ میں نے بات پہنچادی تھی۔ حضرت معاذؓ بن جبل سے روایت ہے کہ جب رسول اللہؐ انہیں یمن بھیج رہے تھے تو انہیں نصیحت کرتے ہوئے نکلے پھر اپنا چہرہ مدینہ کی طرف کرتے ہوئے فرمایا: میرے قریب رہنے کے زیادہ مستحق متقی لوگ ہوں گے چاہے وہ جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔" (مسند احمد)

طبرانی میں یہ بھی اضافہ ہے: "میرے گھر کے یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ میری قربت کے زیادہ مستحق ہیں، ایسا نہیں ہے۔ تم میں سے میرے ساتھی متقی لوگ ہوں گے چاہے جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔" معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت نسبت کی بنیاد پر حاصل نہیں ہوگی چاہے نسب کتنا ہی قریب کیوں نہ ہو بلکہ اس کی بنیاد ایمان اور عمل صالح پر ہوگی جس کا ایمان وعمل جتنا مکمل ہوگا اتنا ہی زیادہ وہ قریب ہوگا۔ ●●

بیرونی ہند تعلیم کے لئے بعض اطلاعاتی ویب سائٹس

(1) www. harvard.edu/.
(2) www. princeton.edu/.
(3) www. mentorisc.org
(4) www. stanford.edu/.
(5) www.cgf.org
(6) www.mertorisc.com

سیر و سیاحت کے میدان میں تعلیمی مواقع

سیر و سیاحت کے میدان میں کیریئر بنانے کے خواہاں طلبہ کے لئے ڈگری اور ڈپلوما کورسیز مندرجہ بالا یونیورسٹیوں میں موجود ہیں۔

ڈگری کورسز

(۱) انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹورزم اینڈ ٹریول مینجمنٹ، نئی دہلی
(۲) مہاراشٹر یونیورسٹی، اورنگ آباد (۳) پانڈیچری یونیورسٹی، پانڈیچری
(۴) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ (۵) دیوی اہلیہ یونیورسٹی، اندور
(۶) کروچھیتر یونیورسٹی (۷) انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنس اینڈ ریسرچ ویلور
(۸) لکھنؤ یونیورسٹی (۹) گوا یونیورسٹی

ڈپلوما کورسیز

☆ اودھ پرتاپ یونیورسٹی ریوا ☆ جیواجی یونیورسٹی گوالیار
☆ آگرہ یونیورسٹی ☆ دہلی یونیورسٹی

سیر و سیاحت کے میدان میں تعلیمی مواقع

سیر و سیاحت کے میدان میں کیریئر بنانے کے خواہاں طلبہ کے لئے ڈگری اور ڈپلوما کورسیز مندرجہ بالا یونیورسٹیوں میں موجود ہیں۔

ڈگری کورسز

(۱) انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹورزم اینڈ ٹریول مینجمنٹ، نئی دہلی
(۲) مہاراشٹر یونیورسٹی، اورنگ آباد (۳) پانڈیچری یونیورسٹی، پانڈیچری
(۴) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ (۵) دیوی اہلیہ یونیورسٹی، اندور
(۶) کروچھیتر یونیورسٹی (۷) انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنس اینڈ ریسرچ ویلور
(۸) لکھنؤ یونیورسٹی (۹) گوا یونیورسٹی

ڈپلوما کورسیز

☆ اودھ پرتاپ یونیورسٹی ریوا ☆ جیواجی یونیورسٹی گوالیار
☆ آگرہ یونیورسٹی ☆ دہلی یونیورسٹی ☆ ممبئی یونیورسٹی

معاشیات کے میدان میں کیریر کے مواقع

☆ B ank
☆ Business Houses
☆ Coleimnist in echonomicjourneal
☆ Cencus crgnizatons, etc
☆ Commercial Editorial Positions
☆ Development and co oprative bank
☆ Echonomic Journals and News Papers
☆ Export promotion counails
☆ Economic analysis and statisticians Position
☆ Financial Orgnizations
☆ Institutus of growth and ecomomic research
☆ Investment boards
☆ Insurance Co-oprations
☆ Labour Commissioner's Offices
☆ Labour Institutes
☆ Labour tribunals and neseach institutes
☆ Planing boards
☆ Recarch officess
☆ Statical Offices
☆ Th institutes of Papulation studies
☆ The banean of Statisties and ecenomics

قانون کے تعلیمی مراکز

پانچ سالہ LLB کورس کرانے والے یونیورسٹیوں کے نام اور داخلے کے لئے اہلیت

یونیورسٹی کا نام	اہلیت
آندھرا یونیورسٹی، آندھرا پردیش	بارہویں پاس
بنگلور یونیورسٹی، بنگلور	بارہویں پاس
کالی کٹ یونیورسٹی، چھتی	بارہویں پاس
کیرالا یونیورسٹی، کیرالا	بارہویں پاس
بومدارس یونیورسٹی تمل ناڈو	بارہویں پاس
سوودے کامراج یونیورسٹی تمل ناڈو	بارہویں پاس کم از کم 45% نمبرات
مہارشی دیانند یونیورسٹی، ہریانہ	بارہویں پاس کم از کم 45% نمبرات
موہن لال سکھاڈیا یونیورسٹی، راجستھان	بارہویں پاس کم از کم 45% نمبرات
ناگپور یونیورسٹی، مہاراشٹر	بارہویں پاس
پانڈیچری یونیورسٹی پانڈیچری	بارہویں پاس کم از کم 45% نمبرات عمر ۲۱ سال
شیواجی یونیورسٹی مہاراشٹر	بارہویں پاس کم از کم 45% نمبرات
شری وینکٹیش ورا یونیورسٹی آندھرا پردیش	بارہویں پاس

سماجی علوم کے تعلیمی مراکز

سماجی خدمات کے میدان میں کیریر بنانے کے خواہاں طلبا ملک کے معروف اداروں سے کورس کر کے اپنا مستقبل بہتر بنا سکتے ہیں۔ بعض ایسے ادارے جو سوشل ورک میں ڈگری یا ڈپلومہ کورس کراتے ہیں مندرجہ ذیل ہیں:

☆ دہلی اسکول آف سوشل ورک، دہلی
☆ جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
☆ ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنس، ممبئی
☆ مدراس اسکول آف سوشل ورک، تمل ناڈو
☆ جے کے انسٹی ٹیوٹ آف سوشیالوجی اینڈ ہیومن ریلیشنز
☆ انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنسز وارانسی یوپی
☆ ڈپارٹمنٹ آف سوشیالوجی پٹنہ یونیورسٹی بہار
☆ سینٹ زیویرا انسٹی ٹیوٹ آف لیبر ریلیشنز، جمشید پور بہار
☆ انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنس نرملا نکیتن، ممبئی
☆ پوسٹ گریجویٹ اسکول آف سوشل ورک
☆ بیلا میدو پوسٹ آندھرا پردیش
☆ بامبے کیمرا انسٹی ٹیوٹ، دادر، ممبئی

کیریر گائیڈنس کے سلسلہ میں دیہی علاقوں کی طرف خصوصی طور پر توجہ دینی چاہئے

پروفیسر صدیق محمد محمود، پرنسپل کالج آف ٹیچر ایجوکیشنل بھوپال

تعلیم ذریعہ انقلاب ہے۔ اس لئے ہمیں موجودہ صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے تعلیم میں غیر معمولی دلچسپی لینی چاہئے۔ دور جدید میں تعلیم صرف رسمی ڈگریوں کے حصول کا نام نہیں ہے بلکہ عملی تعلیم و تربیت کے ذریعہ ہمیں اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ صلاحیت بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہمارے طلبہ کو چاہئے کہ وہ نئے تعلیمی سیشن کے آغاز پر ایک نئے عزم و حوصلے کے ساتھ اپنے مقاصد کے حصول میں جٹ جائیں۔ بچوں کے بہتر مستقبل کے لئے سرپرستوں کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ تعلیم کو اولین دیں اور اپنے گھروں کو بہترین تربیت گاہ بنانے کی کوشش کریں۔ اپنے ہر منصوبے میں ہم بچوں کی تعلیم و تربیت کو سب سے زیادہ اہمیت دیں۔

یوں تو بہت سارے پروفیشنل کورسیس توجہ کے لائق ہیں ان میں کمپیوٹر اور مینجمنٹ کے کورسیس کی خاص اہمیت بھی ہے لیکن اسی کے ساتھ یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ہمارے بچے کی پسند اور ناپسند دلچسپی اور ضرورت اور محنت کا جذبہ اور لگن وغیرہ کی کیا صورتحال ہے اسی کے لحاظ سے بچوں کو اعتماد میں لے کر خود انہیں ہی اپنا میدان منتخب کرنے کے لئے ذہنی طور پر تیار کرنا چاہئے۔

تعلیمی میدان میں بچہ سے بہتر کارکردگی کی توقع سرپرستوں کی فطری خواہش بھی ہوتی ہے اور یہ خواہش قابل احترام بھی ہے لیکن اسی کے ساتھ یہ بات بھی صحیح ہے کہ صرف خواہشات اور آرزوؤں سے مقاصد حاصل نہیں ہوتے۔ اس کے لئے ایک منصوبے اور لائحہ عمل کی تیاری اور اس پر خلوص دل کے ساتھ درآمد کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ بچے سے وابستہ توقع اس کی شخصیت اور دلچسپی و صلاحیت کے عین مطابق ہے بھی یا نہیں۔ بصورت دیگر ہمیں اپنی توقعات کا بھی از سر نو جائزہ لینا چاہئے۔

یہ بات درست ہے کہ عالمی معاشی بحران کی وجہ سے ملازمتوں میں کمی ضرور ہو رہی ہے لیکن ہمارے خیال میں یہ ایک وقتی مرحلہ ہے اور انشاء اللہ بہت جلد صورتحال بہتر ہوجائے گی۔ اس لئے موجودہ صورتحال سے پریشان نہ ہوتے ہوئے بچوں کو ان کی دلچسپی کے میدان میں محنت کے مواقع فراہم کئے جائیں اسی کے ساتھ ان میں Adjustability کی صلاحیت پیدا کی جانی چاہئے۔ وہ کسی ایک عہدے کے لئے اپنے آپ کو محدود نہ کرتے ہوئے اس سے متعلق دیگر چیزوں کے لئے بھی ذہنی، جذباتی اور عملی طور پر تیار رہیں۔ بہتر تعلیمی کیریر کے لئے ابتدائی مرحلے سے ہی خصوصی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے خوشگوار ماحول کی تشکیل کرتے ہوئے ابتدائی درجات ہی سے معیاری تعلیم پر توجہ دی جائے اگر کسی وجہ سے ایسا نہیں کیا جاسکا تو اس پر ماتم کرنے کی بجائے اب دلچسپی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ بنیادی کمزوری کو دور کریں اور بہترین رہنمائی کریں۔ کیریئر کے سلسلے میں صحیح رہنمائی حاصل نہیں ہونے کی وجہ سے طلبہ ایک کے بعد دیگر، کورسیس کرتے چلے جاتے ہیں۔ عام طور پر اتنا شعور تو بیدار ہوگیا ہے کہ تعلیم کبھی بیکار نہیں جاتی۔ لیکن کسی طالب علم کو اس کی مخصوص دلچسپی اور صلاحیتوں کے لحاظ سے کونسا کورس کرنا چاہئے اس سلسلے میں مناسب رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔

NGOs نے سب کے لئے تعلیم کی تحریک میں بھی غیر معمولی کردار ادا کیا ہے اور اب وقت آ گیا ہے کہ NGOs اپنی توجہ کیریر گائیڈنس پر بھی مرکوز کریں، ہندوستان جیسے کثیر آبادی والے ملک میں NGOs کے فعال کردار کے بغیر یہ کام مکمل نہیں ہوسکتا۔ دیہی طلباء کے لئے اطلاعات کی عدم فراہمی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ اس لئے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اخبار، ریڈیو اور ٹیلی ویژن جیسے ذرائع ابلاغ کا استعمال کرے۔ NGOs کو بھی یہ کام آگے بڑھ کر کرنا چاہئے۔ اسی کے ساتھ دیہی طلبہ اور ان کے لئے سرپرستوں کو بھی باخبر رہنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

صرف شہری علاقوں کی میراث نہیں ہے، دیہی جلسہ میں صلاحیتوں کی کمی نہیں ہے ان تک اطلاعات پہنچانا نہ صرف ان کے درخشاں مستقبل کے لئے ضروری ہے بلکہ ایسا نہ کرنے سے ہماری اور ہمارے ملک کی ان کی صلاحیتوں سے محرومی بھی ہے۔

(سوالات پر مبنی)

> رہی یہ بات کہ بچے کو تعلیم کے کس مرحلے سے کیریئر پر توجہ دلائیں اس کے لئے میرے خیال میں میٹرک میں داخلہ دلانے کے بعد سے ہی اس طرح رُخ کریں۔ والدین کی اپنے بچوں سے بے نیازی بھی نقصان کا سبب بنتی ہے۔ اگر کسی طالب علم کی مڈل میٹرک اور بارہویں کے بعد رہنمائی کردی جائے تو پھر اسے اپنا کیریئر کے انتخاب میں کوئی دشواری نہیں پیش آئے گی۔

تعلیم کے میدان میں اسکالرشپ دینے والے معروف ادارے

☆ The Director, CCIM American Scholarships Madina Education Centre, Public Guardan Road, Nampally, Hyderabad 500001
☆ The Executive Officer, Young Muslim Association, P.O. Box. : 48509, Nairobi Kenya.
☆ The Secretary, The Central Wakf Council A.P. W Ilkf Board, Razzak Manzil, Opp. Pub. Gurden, Nampally, Hyderabad.
☆ The Executive Officer, Islamic Foundation For Science &Technology, Pox. No. :9833., Jeddah 214 32 K.S.A.
☆ The Executive Officer, King Faisal Foundation and Research Department, Post. Box. 352,Riyadh: 11461,K.S.A.
☆ The Executive Officer Islamic Development Bank, P.O. Box. : 5925, Jeddah 21432, Saudi Arabia
☆ The Se,cretary, S.J. Jindal Education Trust, INYS Complex, 16, Tamkur Road, Banglore 73
☆ The Deputy Divisional Managt'r MMTCIndia Limited, Express Building Bahadur Shah Zafar Marg, New Delhi 2
☆ The Director Aiclemus Baitual Zakat, Vazir Building IR, Road, Bombal' 400 003.
☆ The Director,Jamiyat Ulama-E-Hind, 1, Bahadur Shah Zafar Marg, New Delhi 110 002.
☆ The Director , Institute of Objective Studies, Institute House, 162, .Jogabai Ext. Jamia Nagar N. Delhi-25
☆ The Executive Officer, Islamic Development Bank, Scholarship (Loan), Students Islamic Trust, 2035, Qasimjan Street Ballimaran, Delhi
☆ The Executive Officer Centre For Islamic Studies, 5A, Roheni Road, Colombo 6 Sri Lanka

اعلیٰ تعلیم کے لئے اسکالرشپ دینے والے ادارے

☆ THE STUDENTS ISLAMIC TRUST
E-3, ABUI FAZI ENCLAVE, JAMIA NAGAR NEW DELHI - 110025 TEL: 011-26941028, 26957004, FAX: 011-26919076, e-mail: sitdelhi@rediffmail.com , sitdelhi@yahoo.com , sitdelhi@gmail.com
☆ JAMAAT-E-iSLAMI HIND, D-317, DAWAT NAGAR, ABUL FAZAL ENCLAVE, JAMIA NAGAR, NEW DELHI - 25 Tel: 91-11-26948341/ 26941401/ 26951409 Fax: 91-11-26950975
☆ Institute of Objective Studies, P.Box No.9725 162-Joga Bai Extension, Jamia Nagar, New Delhi-110025 Ph.: 011-26981187, 26987467, 26989253 Fax: 91-11-26981104 e-mail: ios1@vsnl.com, manzoor@ndf.vsnl.net.in
☆ The Director, J.N. Tata Endowment, Mumbai Mumbai Housrc 24, Homi Mody Street, Mumbai
☆ The Secretary, K.C. Mahindra Education Trust, Cecil Court III Floor, Nest to Regal Cinema, ColaDa, MI:mbai 39
☆ The Director, R.D. Sethna SdIOlat"ship Fund, Erplande House, 29, Wandby Road, Mumbai
☆ The Director , Shree Hatakesh Educational Trust, Darsi Bazar Street, Nobel Chambers, Mumbai.
☆ The Director , Paragon Charitable Trust Paragon Textile Compound, P. Budhar Marg, Mumbai 3
☆ The Executive Director N.M. Wadia Charities, N.M. Wadia Building, M.G. Road Mumbai 1
☆ The Executive Director Seth Purshotam Das Thakurdas Trust, Navisari Chambers, Mumbai
☆ The Executive Director LoutsTrust, Louts House, 6, New Marine Line, Mumbai 20
☆ The Executive Director India Foundation, 597, Budhwar Peth, Sakal Offi. Building Pune 411 002.
☆ The Director, Ichalkaranji Education Endowment Yesh Odham, Topabhumi Society, Near Kirloskar Press Mukndhagar, Pune9
☆ The Director , Lal Bhai Dalpath Bhai Charily Trust, Punkarinaka, Ghen Kanta Road, Ahamadabad 1
☆ The Director , Agha Khan Foundation (India) Sarojini House, Bhagwandas Road New Delhi 11 0 001.
☆ The Director , Priojshah Godrej Memorial Trust , Godrej Bhavan, Charanjit Rai Marg Fort Mumbai.

ہندوستان کی معروف یونیورسٹیوں کی ویب سائٹس

Alagappa University
http://www.tnuniv.ac.in/alagappa
All India Institute of Medical Sciences
http://www.aiims.ac.in
Aligarh Muslim University
http://www.amu.nic.in
Allahabad University
http://www.allduniv.edu
Annamalai University
http://www.tnuniv.ac.in/annamalai/
Anna University
http://www.annauniv.edu
Sri Avinashilingam Home science College for Women
http://www.tnuniv.ac.in/adu
Bangalore University
http://www.bangaloreuniversity.net/
Bharathidasan University
http://www.bdu.ernet.in
Bharathiyar University
http://www.bharathi.ernet.in
Barkathullah University
http://www.bubhopal.org/
Bhavnagar University
http://www.bhavnagar.com/bhavuni.htm
University of Bombay (Mumbai)
http://www.mu.ac.in
Calicut University
http://unical.ac.in
Cochin University of Science and Technology
http://cusat.edu/home.htm
Dakshina Bharat Hindi Prachar Sabha
http://www.tnuniv.ac.in/dbhps/
Dr. Bhim Rao Ambedkar University
http://www.brauagra.com/
University of Delhi
http://www.du.ac.in/
Devi Ahilya University
http://www.davv.ac.in
Gandhigram Rural Institute-Deemed University
http://www.tnuniv.ac.in/gri/
Gujarat Ayurved University
http://www.ayurveduniversity.com/
Gujarat Vidyapith
http://www.gujvidyapith.org/
Gulbarga University
http://www.gulbargauniversity.kar.nic.in
Guru Gasidas University Bilaspur
http://www.ggdu.org/
Guru Gobind Singh Indraprastha University
http://ggsipu.nic.in/
Himachal Pradesh University
http://hpuniv.nic.in
Himachal Pradesh Krishi Vishwavidyalaya
http://hpkv.hp.nic.in
University of Hyderabad
http://www.uohyd.ernet.in/
Indira Gandhi National Open University (IGNOU)
http://www.ignou.edu/
Jadavpur University, Kolkatta
http://www.jadavpur.edu/
Integral University, Lucknow
www.integraluniversity.ac.in
Jamiahamdard
http://www.jamiahamdard.org/
Jawaharlal Nehru University
http://www.jnu.ac.in/
Jamia Millia Islamia
http://jmi.nic.in/
Kakatiya University
http://www.kuwarangal.com
Kerala University
http://www.keralauniversity.edu/
Kurukshetra University
http://kuk.ernet.in/
Lucknow University
http://www.lucknowuniv.org
Madras University
http://www.universityofmadras.edu/
Madurai Khamraj University
http://www.mkuniv.org/ , http://www.mkuhyd.com/
Maharaj Sayajirao University, Baroda
http://www.msub.edu/
Mahatma Gandhi University, Kottayam
http://www.mguniversity.edu
Maharashtra University of Health Sciences
http://www.muhsnashik.com/
Manonmaniam Sundaranar University, Tirunelveli
http://www.tnuniv.ac.in/msu/
Mohanlala Sukadia University
http://education.vsnl.com/mlsu/ , http://www.mlsu.ac.in/
Mother Teresa Women's University, Kodaikanal
http://www.tnuniv.ac.in/mteresa/
University of Mysore
http://www.universityofmysore.com/
Nagpur University
http://www.nagpur-university.com/
The National Law School of India University
http://www.nls.ac.in/
Osmania University
http://www.osmania.ac.in/
Periyar University, Salem
http://www.tnuniv.ac.in/periyar/
Pondichery University
http://pu.pon.nic.in/ , http://www.pondiuni.org/
Punjab Agricultural University
http://home.earthlink.net/nsingh/pau/
Punjab University
http://www.puchd.ac.in
University of Pune
http://www.bharatividyapeeth.edu
Bharati Vidyapeeth, Pune
http://www.bharatividyapeeth.edu
Punjabi University
http://www.universitypunjabi.org/
Rajiv Gandhi University of Health Sciences, at Karnataka
http://kar.nic.in/rguhs/
University of Roorkee
http://www.uor.org/
SNDT Women's University
http://www.sndt.edu/
The Tamil Nadu Dr. MGR Medical University
http://www.tnuniv.ac.in/mgrmedical/
Tamilnadu Agricultural University
http://www.tnau.edu/ , http://dbs.tn.nic.in/tnau/
Tamil Nadu Veterinary and Animal Sciences University, Chennai
http://www.tanuvas.com/
Tamil Nadu Dr. Ambedkar Law University
http://www.imsc.ernet.in/tandalau/
Tezpur University
http://www.tezu.ernet.in/
Utkal University : http://www.utkaluniversity.org
Viswa Bharati Shantiniketh an
http://www.vbharat.ernet.in/
Yashwantrao Chavan Maharashtra Open University, Nashik
http://www.ycmou.com/

فکر معاصر

سچ کا اظہار

جماعت اسلامی ہند کے امیر مولانا جلال الدین عمری نے اگر یہ بات کہی ہے کہ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا اسلامی قوانین کا مذاق اڑاتے ہیں تو یہ ایک سچی بات ہے۔اس کو پورے ملک کے تناظر میں نہیں بلکہ عالمی تناظر میں دیکھا جانا چاہیے کہ اسلامی قوانین کو کس طرح سے میڈیا پیش کرتا ہے۔توجہ طلب بات یہ ہے کہ الیکٹرانک میڈیا کے مقابلے میں پرنٹ میڈیا کافی کمزور ہے اور کچھ تھوڑا بہت طاقتور ہے بھی تو انگریزی اور ہندی میں، اردو میں برائے نام ہے۔ہندی اور انگریزی پرنٹ میڈیا اسلام مخالف طاقتوں کی آواز میں آواز ملاتا ہے۔ظاہر ہے کہ وہ تو یہی کہے گا جو امریکا، اسرائیل کہیں گے۔یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ عالمی پیمانے پر اسلام کے خلاف ایک سازش جاری ہے۔

خواہ وہ زبان کا مسئلہ ہو، یا کوئی اور، الیکٹرانک میڈیا کا کردار یہی ہے کہ اگر کوئی واقعہ ہوجاتا ہے جو شرعی نقطۂ نظر سے قابل مذمت ہے تو اس پر میڈیا دن رات بری طرح چیختا ہے اور اس کے انداز میں تضحیک شامل ہوتی ہے۔اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ یہ سب کیوں ہوتا ہے اور اس پر روک کیوں نہیں لگائی جاتی۔یہ سب کچھ اس لیے ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے پاس تعلیم کی کمی ہے، قیادت کی کمی ہے اور اتحاد کی بھی کمی ہے۔اگر یہ چیزیں پیدا ہوجائیں تو اس طرح کی جرأت کوئی نہیں کرسکتا کہ شعائر اسلامی کا مذاق اڑایا جائے۔اس سے ہٹ کر اگر دیکھیں تو یہ بات بھی سامنے آجاتی ہے کہ ملک کے دوسرے اداروں میں بھی ایسے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جو شعائر اسلامی کے خلاف کام کرتے رہتے ہیں۔مثال کے طور پر سپریم کورٹ کے جسٹس مارکنڈے کاٹجو کا فیصلہ کہ مسلمان داڑھی رکھ کر اور مسلمان لڑکیاں برقع پہن کر تعلیم حاصل نہیں کرسکتیں ظاہر ہے کہ عدلیہ بھی اسی گرفت میں ہے۔کہنے کو کوئی کچھ بھی کہتا رہے بڑے فخر سے بیان کرتا رہے کہ ہندوستان میں جمہوریت پھل پھول رہی ہے لیکن ایسے عناصر کو ان جگہوں سے کیسے ہٹایا جاسکتا ہے جو ذمے دار جگہوں پر بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ان کی رگوں میں تعصب کا زہر دوڑ رہا ہے۔انہیں اس کی پروا نہیں ہے کہ ہندوستان کے سیکولر ڈھانچے میں تمام مذاہب کے لوگوں کو اپنے اپنے طور پر رہنے کا حق حاصل ہے۔ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ ہم سیکولر ہیں، ہمیں ہر طرح کی آسانیاں حاصل ہیں اور دوسری طرف اس طرح کی باتیں کی جاتی ہیں۔یہ باتیں بہت توجہ طلب ہیں، بہت سنجیدہ طریقے سے ان پر غور کیا جانا چاہیے۔جمہوریت میں میڈیا کا بہت بڑا مقام ہوتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کسی بھی مذہب کے قوانین کا مذاق اڑایا جائے۔جمہوریت کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ غیر اخلاقی باتوں کو سامنے لایا جائے۔ایسی باتیں جو اخلاقیات کو برباد کرتی ہوں سماج اور معاشرے میں یا کسی فرد میں جہاں کہیں بھی ہوں وہ مصیبت بن سکتی ہوں، جمہوری نظام میں ان کے خلاف آواز اٹھائی جاسکتی ہے۔اصل جمہوریت کے معنی یہی ہوتے ہیں۔امیر جماعت اسلامی ہند نے جن چیزوں کی طرف اشارہ کیا ہے وہ یہی ہیں کہ شعائر اسلامی کا تحفظ کرنے کے لیے خود مسلمانوں کو آواز اٹھانی ہوگی۔دنیا کی کسی قوم کو کیا پڑی ہے کہ وہ اس کا تحفظ کرے کیونکہ دوسرے تو اسے ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں کیونکہ آزاد سماج کا جو تصور عالمی سطح پر پیش کیا جاتا ہے اس میں یہ قوانین خارج ہوتے ہیں۔اسی لیے ان کے خلاف مسلسل پروپیگنڈا کرکے نئی نسل کو یہ بتانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ وہ اسلامی قوانین پر قطعی عمل پیرا نہ ہوں کیوں کہ وہ ان کی آزادی کو ختم کرسکتے ہیں۔اخلاقی حدوں سے باہر نکل جانے کا نام آزادی نہیں ہے۔انسان، انسان رہے، اخلاقیات کی حدوں میں رہے۔ان تمام قدروں کا احترام کرے جو ایک دوسرے کو جوڑتی ہیں تبھی جمہوریت کے اصل معنی پیدا ہوسکتے ہیں۔(انوار قوم، کانپور)

انتخابات ۲۰۰۹ء — ایک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا

محبوب فرید، حیدر آباد

ہندوستان کی سیاسی تاریخ میں شاید ہی پہلے کبھی اتنی سیاسی جوڑ توڑ ہوئی ہو۔یو پی اے اور این ڈی اے دونوں داخلی خلفشار کا شکار ہیں۔علاقائی پارٹیاں عندیہ دے رہی ہیں کہ سیاست میں دوست دشمن کوئی نہیں بلکہ اقتدار اصل چیز ہے۔دیش بھکتی، خدمت خلق، غرباء پروری، ایثار و قربانی اور اخلاقی اقدار سب بالائے طاق رکھ دی گئی ہیں۔برسوں کے دوست آج مدمقابل اور کل کے دشمن آج ہمجولی بن گئے ہیں۔ملک کی ہر ریاست میں اتھل پتھل جاری ہے۔یہ عوامی شعور کی بیداری ہے یا قائدین کی سیاسی پینترے بازی۔''عام آدمی'' حیران ہے کہ اپنا قیمتی ووٹ کس کو دے؟ عوام ہمیشہ ترقی اور بہتری کی آس میں نئے نئے تجربات کرتے ہیں۔لیکن کوئی بھی پارٹی عوامی امیدوں پر پوری نہیں اترتی کہ دوبارہ اسی کو ووٹ دیا جائے۔

مغربی بنگال میں ترنمول کانگریس (ممتا بنرجی) جنوبی ہند میں تیلگودیشم (چندرا بابونائیڈو) تامل ناڈو میں اے آئی ڈی ایم کے اور اڑیسہ میں بیجو جنتا دل (نوین پٹنایک) نے بی جے پی کا ساتھ چھوڑ دیا۔اسی طرح اترپردیش سے ساجوادی پارٹی (ملائم سنگھ یادو) بہار سے راشٹریہ جنتادل (لالو پرساد یادو) اور لوک جن شکتی پارٹی (رام ولاس پاسوان) تامل ناڈو کی سیاسی جماعت پی ایم کے (اے رام داس، مرکزی وزیر صحت) نے یوپی اے سے تعلقات منقطع کرلئے۔

۲۰۰۹ء کے انتخابات پانچ مرحلوں میں ہوں گے جس میں ۱۴ء۷ ملین رائے دہندگان ۵۴۳ ارکان پارلیمان کو منتخب کرکے بھیجیں گے جو نئی حکومت تشکیل دیں گے۔اترپردیش ملک کی سب سے بڑی ریاست سے ۸۰ ارکان اور بہار سے چالیس ارکان پارلیمان منتخب ہوتے ہیں۔اس طرح پارلیمنٹ کی ۵۴۳ نشستوں میں سے ۱۲۰ ارکان پارلیمان اترپردیش اور بہار سے منتخب ہوتے ہیں۔اترپردیش کے سماج وادی پارٹی کے صدر ملائم سنگھ یادو اور بہار کے راشٹریہ جنتادل کے صدر لالو پرساد یادو میں اب تک کوئی خاص یارانہ نہیں تھا۔انتخابات کی وجہ سے دوستی کی مٹھاس آگئی۔دوستی کرنا اچھی بات ہے اور دوستی قائم رکھنا اس سے اچھی بات ہے۔سونے پر سہاگہ ان دونوں کی دوستی میں لوک جن شکتی پارٹی کے صدر رام ولاس پاسوان بھی شامل ہوگئے ہیں۔گزشتہ لوک سبھا انتخابات میں ساجوادی پارٹی کو ۳۴، راشٹریہ جنتادل کو ۲۴ اور لوک جن شکتی پارٹی کو چار نشستیں حاصل ہوئی تھیں۔ان تین پارٹیوں کے گٹھ جوڑ سے چوتھا محاذ معرض وجود میں آیا ہے اور اب اترپردیش میں ملائم سنگھ نے کانگریس کے لئے چھ اور بہار میں لالو پرساد یادو نے صرف تین نشستیں چھوڑی تھیں۔جواب میں کانگریس نے بہار میں تمام چالیس نشستوں پر الیکشن لڑنے کا فیصلہ کرلیا ہے جبکہ یوپی میں ۷۰ حلقوں میں مقابلہ کررہی ہے۔یوپی میں امیٹھی اور رائے بریلی کو چھوڑ کر دوسری جگہوں پر کانگریس کمزور ہے۔بہار میں سیکولر ووٹ کی تقسیم سے این ڈی اے کے نتیش کمار کو راست فائدہ ہوسکتا ہے۔موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ملائم سنگھ یادو نے کلیان سنگھ کو اپنی پارٹی میں شامل کرلیا جو بابری مسجد کی شہادت کے مجرموں میں سے ایک ہیں جس کو ہندوستانی مسلمان نہیں بھلا سکتے جب تک کہ وہاں دوبارہ بابری مسجد تعمیر نہ کردی جائے۔اس وجہ سے اترپردیش کے مسلم ووٹر ملائم سنگھ یادو سے ناراض ہیں۔بعض مسلم تنظیمیں علماء کونسل، پیس پارٹی اور مسلم مجلس نے بھی اپنے امیدوار کھڑے کرنے کا فیصلہ کرلیا۔اس طرح یوپی میں مسلم ووٹ تقسیم ہوسکتے ہیں جس کا راست فائدہ بہوجن سماج پارٹی اور بی جے پی کو ہوسکتا ہے۔

سیاست میں فلمی اداکاروں کی شمولیت کوئی نئی بات نہیں ہے۔جی رام چندرن کے علاوہ بہت سے فلمی اداکاروں نے اپنی قسمت آزمائی ہے اور اب جنوبی ہند (ٹالی ووڈ) کے مقبول فلمی اداکار چرنجیوی سیاست میں شامل ہوئے ہیں۔ساجوادی پارٹی نے سنجے دت کو بڑے زوروشور سے سیاسی لیڈر (ناٹک) بنانا چاہا لیکن سپریم کورٹ نے ۳۱ مارچ کو ان کی انتخابات میں حصہ لینے کی درخواست نامنظور کردی۔حالانکہ انھوں نے بی جے پی کے نوجوت سنگھ سدھو کا حوالہ بھی دیا تھا۔لیکن عدالت عالیہ نے وضاحت کردی کہ اگر کسی کو دو سال سے زیادہ کی جیل ہو تو وہ انتخابات میں حصہ نہیں لے سکتا۔اب ساجوادی پارٹی نے انہیں پارٹی کا جنرل سکریٹری نامزد کردیا ہے۔اس سے پارٹی کو فائدہ ہوگا۔فلمی اداکاروں کی طرح کرکٹ کھلاڑی بھی سیاست میں حصہ لے رہے ہیں۔چنانچہ نوجوت سنگھ سدھو نے بی جے پی کے ٹکٹ پر دوبار کامیابی حاصل کی اور اب سابق کرکٹ کپتان کانگریس پارٹی کے ٹکٹ پر مراد آباد سے قسمت آزما رہے ہیں۔یوپی میں بہوجن سماج پارٹی بڑی اہمیت کی حامل ہے، گو کہ دوسری ریاستوں میں اس کا اثر و رسوخ کم ہے۔یوپی میں لوگ نعرے لگارہے ہیں ''بھارت کی مجبوری ہے، بہن مایاوتی ضروری ہے''۔ان کا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے اعلیٰ ذات اور نچلی ذاتوں کے درمیان نفرت کا زہر افشا کرنے کے بعد اب سب کو ساتھ لے کر چلنے کی سیاسی انجینئرنگ کی ہے۔تمام فرقوں کی فلاح و بہبود کا نعرہ لگایا ہے۔اب وہ ذات پات کے فرق کی جگہ غربت دور کرنے کی بات کررہی ہیں کہ اگر وہ مرکز میں حکومت بنانے میں کامیاب ہوئیں تو اعلیٰ ذات کے غریبوں کے لئے بھی تحفظات فراہم کریں گی۔مجوزہ انتخابات میں ان کی پارٹی نے کسی بھی پارٹی کے ساتھ مفاہمت نہیں کی ہے۔ان کی نگاہ اب دہلی کی کرسی پر ہے۔ان کا نعرہ ہے: ''یوپی ہوئی ہماری ہے، اب دلی کی باری ہے''۔لیکن مایاوتی اقتدار کے لئے تین مرتبہ بی جے پی سے مدد لے چکی ہیں اور گجرات اسمبلی انتخابات کے دوران نریندر مودی کی انتخابی مہم میں حصہ لے چکی ہیں۔اس کے بعد آپ وزیراعظم بننے کی دعویدار ہیں۔تیسرا محاذ بھی ان کی تائید کررہا ہے۔یہاں یہ کہنا بے محل نہ ہوگا کہ وزیراعظم بننے کی دوڑ میں لالو پرساد یادو کے علاوہ رام ولاس پاسوان بھی شامل ہیں۔انھوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ: ''سیاست میں جو بھی سرگرم ہے وہ وزیراعظم بننے کی خواہش رکھتا ہے۔اگر یہ کہا جائے تو میں اس دوڑ میں شامل نہیں ہوں تو یہ بات مناسب نہیں ہوگی''۔مہاراشٹر کے شرد پوار (صدر این سی پی) بھی وزیراعظم بننے کے خواہاں ہیں۔بی جے پی کے لال کرشن آڈوانی تو وزیراعظم کی کرسی کے لئے برسوں سے تگ و دو میں لگے ہوئے ہیں۔کچھ کارپوریٹ گھرانے نریندر مودی کو وزیراعظم بنانا چاہتے ہیں۔

بی جے پی کے پاس اب کوئی ایسا موضوع نہیں ہے جس سے عوام کو متوجہ کیا جاسکے۔چنانچہ بی جے پی کے امیدوار اور مینکا گاندھی کے فرزند ورون گاندھی نے پیلی بھیت میں مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیزی اور اشتعال انگیزی کی جو انتخابات کے زمانے میں ماڈل کوڈ آف کنڈکٹ ہندوستان کے تعزیری قانون (IPC) اور قانون عوامی نمائندگی کی خلاف ورزی ہے۔چنانچہ انہیں قانون قومی سلامتی (این ایس اے) کے تحت جیل بھیج دیا گیا۔

مہاراشٹر میں کانگریس اور این سی پی میں گزشتہ کی طرح انتخابی مفاہمت ہوگئی ہے۔اب کانگریس (۲۶ اور این سی پی (۲۲) نشستوں پر مقابلہ کرے گی۔اختلافات کے باوجود شیوسینا نے گزشتہ کی طرح بی جے پی سے مفاہمت کرلی ہے۔آڈوانی نے ۵ر اپریل کو شیوسینا سپریمو کے گھر جاکر ملاقات کی اور بہت سارے گلے شکوے دور ہوگئے۔

مغربی بنگال میں گزشتہ تین دہائیوں سے بائیں بازو (کمیونسٹ پارٹیوں) کا اقتدار رہا ہے۔اس مرتبہ ترنمول کانگریس کی ممتا بنرجی نے کانگریس کے ساتھ مفاہمت کرلی ہے۔اس کا راست اثر بائیں بازو پر پڑسکتا ہے۔

کیرالا ایک ایسی ریاست ہے جہاں کی آبادی سب سے زیادہ تعلیم یافتہ ہے۔یہاں ووٹروں کی تعداد ۲۱۵۵۹۴۴۳ ہے لوک سبھا کی بیس نشستیں ہیں۔یہاں دوقطبی انتخابات ہوتے ہیں۔۲۰۰۴ء کے انتخابات میں لفٹ ڈیموکریٹک فرنٹ (ایل ڈی ایف) کو ۱۸، یونائیٹڈ ڈیموکریٹک فرنٹ کو (ایک) نشست حاصل ہوئی تھی۔اس سے قبل کیرالہ کے عوام کانگریس کی حمایت کرچکے تھے۔

ہندوستانی سیاست میں تیسرا محاذ ہمیشہ کمزور رہا ہے۔یہ محاذ عموماً علاقائی پارٹیوں کے اتحاد پر مبنی ہوتا ہے۔یہ محاذ ستر اور اسی کی دہائی میں بھی ناکام رہا۔مگر اب سیاسی حالات بتا رہے ہیں کہ انتخابات کے بعد تیسرے محاذ کو بادشاہ گر کا مقام حاصل ہوسکتا ہے۔۱۲ر مارچ کو کرناٹک میں تیسرے محاذ کی دوسری مرتبہ تجدید عمل میں آئی۔جس میں کم وبیش چھوٹی بڑی دس پارٹیاں شامل ہیں جن میں جنتادل (سیکولر) تلگودیشم، آل انڈیا انا ڈی ایم کے، ٹی آر ایس، سی پی آئی، سی پی آئی ایم۔بہوجن سماج پارٹی، بیجو جنتادل۔ہریانہ کے سابق وزیراعلیٰ بھجن لال وغیرہ شامل ہیں۔لیکن ان کا ابھی تک کوئی مشترک ایجنڈا نہیں ہے۔

> ہندوستانی سیاست میں تیسرا محاذ ہمیشہ کمزور رہا ہے۔یہ محاذ عموماً علاقائی پارٹیوں کے اتحاد پر مبنی ہوتا ہے۔یہ محاذ ستر اور اسی کی دہائی میں بھی ناکام رہا۔مگر اب سیاسی حالات بتا رہے ہیں کہ انتخابات کے بعد تیسرے محاذ کو بادشاہ گر کا مقام حاصل ہوسکتا ہے۔۱۲ر مارچ کو کرناٹک میں تیسرے محاذ کی دوسری مرتبہ تجدید عمل میں آئی۔جس میں کم وبیش چھوٹی بڑی دس پارٹیاں شامل ہیں

آندھرا پردیش میں ۱۹۷۸ء کے بعد پہلی مرتبہ سہ رخی انتخابی مقابلہ ہورہا ہے جس میں کانگریس، عظیم اتحاد (مہاکوٹمی) اور پرجا راجیم برسرپیکار ہیں۔آندھرا پردیش جنوبی ریاستوں میں ایک بڑی ریاست ہے جہاں لوک سبھا کی ۴۲ اور اسمبلی کی ۲۹۴ نشستوں کے لئے دو مرحلوں میں انتخابات منعقد ہورہے ہیں۔یہاں ووٹروں کی تعداد ۵۶۶۸۷۹۵۷ ہے جس میں مرد ۲۸۰۳۸۳۲۵ اور خواتین ۲۸۶۴۹۶۳۲ ہیں۔گزشتہ لوک سبھا انتخابات میں جملہ ۴۲ نشستوں میں سے کانگریس (۲۹) تلگودیشم (۵) تلنگانہ راشٹرسمیتی (۵) سی پی آئی (۱) سی پی ایم (۱) اور ایک نشست مجلس اتحاد المسلمین کو حاصل ہوئی تھی۔اور ۲۹۴ اسمبلی نشستوں میں سے ۱۸۵ کانگریس، ۴۷ تلگودیشم، ۲۶ تلنگانہ راشٹرسمیتی، ۹ سی پی آئی ایم، ۶ سی پی آئی اور ۲۱ نشستیں دیگر پارٹیوں کو حاصل ہوئی تھیں۔اب حلقہ جات کی نئی تقسیم کے بعد نتائج میں تھوڑی بہت تبدیلی واقع ہوسکتی ہے۔

آندھرا پردیش میں کانگریس کی بنیادیں برسوں سے مستحکم ہیں۔کانگریس کے بعض فلاحی وآبپاشی (جلایگنم) اسکیم۔راجیو آروگیا شری ہیلتھ انشورنس اسکیم۔اقلیتوں کے بجٹ میں اضافہ۔تعلیمی وظائف میں اضافہ وغیرہ جیسے مثبت اقدامات کی وجہ سے کانگریس کو عوام میں مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔لیکن مہنگائی، رشوت ستانی، وقف جائدادوں پر قبضے۔اقربا پروری، پولیس ظلم وزیادتی، بیروزگاری جیسے معاملات آج بھی عوام کی نظر میں تازہ ہیں۔ان حالات میں کانگریس کا مقابلہ عظیم اتحاد (مہاکوٹمی) اور پرجا راجیم سے ہے۔عظیم اتحاد میں تلگودیشم، ٹی آر ایس، سی پی آئی اور سی پی ایم شامل ہیں۔پرجا راجیم کے صدر فلم اسٹار چرنجیوی کی عوامی مقبولیت کو سرسری طور پر نہیں لیا جاسکتا۔

صدر تلگودیشم پارٹی چندرا بابو نائیڈو انتخابات سے قبل ہی ''می کوسم'' (آپ کے لئے) تحریک شروع کرچکے تھے۔انھوں نے ریاست کے کئی اضلاع کا دورہ کرکے کانگریس کی کمزوریوں اور تلگودیشم کے منصوبوں سے واقف کروایا۔اپنے کمزور پہلوؤں کی اصلاح کرتے ہوئے اقلیتوں سے تعلقات ہموار کئے، تلنگانہ کے مسئلے پر ٹی آر ایس سے مفاہمت کی۔گزشتہ انتخابات میں ٹی آر ایس کانگریس کے ساتھ تھی جس کا اسے خمیازہ بھگتنا پڑا۔تلگودیشم پارٹی نے فرقہ پرست پارٹی بی جے پی سے اپنے تعلقات منقطع کرلئے۔اس اقدام سے امید کی جاسکتی ہے کہ مسلم ووٹرس دوبارہ تلگودیشم کی طرف راغب ہوں گے۔اور پھر تلگودیشم کی تائید میں این ٹی آر جونیئر کے طوفانی انتخابی جلسوں کو، جس میں ہزاروں نوجوان شرکت کررہے ہیں، نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔

کانگریس نے اپنے اکیس صفحات پر مشتمل انتخابی منشور میں عام آدمی کی فلاح و بہبود کو ترجیح دی ہے۔بے گھر افراد کے لئے رعایتی قیمت پر لنگرخانے، سطح غربت سے نچلی سطح پر زندگی گزارنے والوں کے لئے تین روپے فی کلو ماہانہ پچیس کلو جنس دینے کے وعدے کئے ہیں۔دلتوں اور آدی واسیوں کے لئے مفت تعلیم دی جائے گی۔خواتین کے لئے ۳۳ فیصد تحفظات دیے جائیں گے۔

بی جے پی نے ۳ر اپریل کو ۴۸ صفحات پر مشتمل انتخابی منشور جاری کیا۔جس میں رام مندر کی تعمیر کا وعدہ۔دستور کی دفعہ ۳۷۰ کی تنسیخ کا تیقن (جس میں جموں وکشمیر کو خصوصی حیثیت دی گئی ہے) غریبوں کو دو روپے فی کلو چاول۔تین لاکھ روپے آمدنی والوں کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ کردیا جائے گا۔اس منشور میں عوام کو راغب کرنے والی کوئی چیز شامل نہیں ہے۔بلکہ رام مندر کی تعمیر کے مسئلے پر این ڈی اے کی حامی بہار کے وزیراعلیٰ نتیش کمار نے کھلے الفاظ میں اپنا اختلاف ظاہر کردیا کہ رام مندر کا معاملہ عدالتی فیصلے کی بنیاد پر یا پھر آپسی اتفاق کے ذریعے طے ہونا چاہئے۔اس طرح مسلمانوں کے ووٹ نتیش کمار کے حق میں جاسکتے ہیں۔تلگودیشم پارٹی نے ۲ر اپریل کو اپنا منشور جاری کیا۔جس میں مفت کلرٹی وی، دو بلب کے لئے مفت بجلی۔دو روپے فی کلو چاول، مستحق خاندان کے لئے کیش ٹرانسفر اسکیم، صحت بیمہ اسکیم، مسلم پرسنل لا کا تحفظ، وقف اراضی کی بحالی، اقلیتی بہبود کے بجٹ کو بڑھاکر ۳۵۰ کروڑ روپے کرنے، سرکاری ملازمین کے لئے پانچ دن کا ہفتہ، مسلم اقلیت کو چار فیصد تحفظات، اردو فاضل عالم امتحانات کو سرکاری حیثیت دینے کا وعدہ اور ائمہ مساجد و مؤذنین کا بھی تذکرہ کیا گیا۔اس منشور سے غریب کسانوں، مزدور طبقہ اور قبائل کو بھی فائدہ ہوگا۔لیکن تلگودیشم منشور میں بجلی شرح کی برقراری کا ذکر نہیں کیا گیا۔

چندرا بابو نائیڈو کو سیاست میں تیس سال کا مدبرانہ تجربہ ہے۔اس سے قبل وہ مرکز میں پچیس پارٹیوں کی متحدہ حکومت تشکیل دینے میں کامیاب معاونت کرچکے ہیں۔اب انھوں نے ریاست آندھرا پردیش میں عظیم اتحاد تشکیل دیا ہے۔نشستوں کے معاملے میں ان کے درمیان اختلاف ہوتے رہے ہیں لیکن نائیڈو کی صلاحیتوں نے نشستوں کے معاملے کو بڑی عمدگی کے ساتھ سلجھالیا۔بعض اختلافات اب بھی باقی ہیں جیسے سی پی آئی علیحدہ تلنگانہ کے مسئلے پر متفق نہیں ہے۔لیکن تمام پارٹیوں کا ایک مشترک مقصد کانگریس کو شکست دینا ہے۔چنانچہ اب تلگودیشم اسمبلی کی ۲۹۴ نشستوں میں سے تقریباً ۲۱۵، اور لوک سبھا کی ۴۲ نشستوں میں سے ۲۹ نشستوں پر مقابلہ کرے گی۔جبکہ ٹی آر ایس لوک سبھا کی ۹ اور اسمبلی کی ۴۸ نشستوں کے لئے قسمت آزمائی کرے گی۔باقی نشستوں پر سی پی آئی اور سی پی آئی ایم الیکشن لڑیں گی۔آندھرا پردیش کے مسلمان اگر چودہ فیصد بھی ہیں تو وہ منتشر الخیال ہیں۔مسلم یونائیٹڈ فورم میں پھوٹ پڑگئی۔جماعت اسلامی آندھرا پردیش واڑیسہ نے اپنا علیحدہ منشور جاری کیا ہے۔علماء کی ایک ٹیم نے یونائیٹڈ مسلم فورم تشکیل دیا ہے۔دونوں کے منشور میں بہت ساری باتیں مشترک ہیں لیکن پھر بھی اختلافات ہیں۔

آندھرا پردیش کے سیاسی افق پر پرجا راجیم پارٹی بڑی تیزی سے نمودار ہورہی ہے۔جس کے صدر نامور تلگو فلم اسٹار چرنجیوی ہیں۔اضلاع میں ان کے انتخابی جلسوں میں عوام بالخصوص نوجوانوں کی تعداد قابل توجہ ہے۔پرجا راجیم کے انتخابی منشور میں مسلم اقلیتوں کا پاس ولحاظ رکھا گیا ہے۔تجربے کی کمی ہے۔مسلم نوجوانوں کو ٹکٹ دیئے گئے ہیں۔جن میں خدمت خلق کا جذبہ ہے۔لیکن یہ پارٹی بھی ابھی سے اندرونی خلفشار کا شکار ہے۔ٹکٹ نہ ملنے پر پارٹی کارکنوں کی جانب سے ناراضگی کا اظہار کیا جارہا ہے۔کئی سینئر قائدین بشمول انجیا ریڈی مستعفی ہوچکے ہیں۔یہ تو ہر پارٹی میں ہوتا ہے کوئی نئی بات نہیں ہے۔اس پارٹی کی مقبولیت کا اثر کانگریس کے ووٹوں پر راست پڑسکتا ہے۔جس طرح کانگریس میں ریڈی اور تلگودیشم میں کماس کو فوقیت حاصل ہے اسی طرح پرجا راجیم میں کپوس (فیملی) کو اہمیت حاصل ہے۔سیاسی مبصرین کی رائے ہے کہ آندھرا پردیش کے عوام سیاسی تبدیلی کے خواہشمند ہے۔ ●●

ایک نقطۂ نظر

مشرق وسطیٰ جنوب مشرقی ایشیا سے کیا سیکھ سکتا ہے؟

سیمونیل رزک

یہ دلیل دی جاسکتی ہے کہ ابراہیمی مذاہب کی جائے پیدائش کی حیثیت سے مشرق وسطیٰ مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان مکالمے کا مرکز ہے جہاں ان کے مقدس مقامات اور زیارات موجود ہیں اور مسلمانوں اور عیسائیوں نے بقائے باہمی اور تعاون کی تاریخی مثالیں قائم کی تھیں۔لیکن جب کبھی مذہبی وجوہ یا مذموم مقاصد کے حصول کے لئے مقدس زبان کے غلط استعمال کی وجہ سے کشیدگی پیدا ہوئی تو مشرق وسطیٰ نے عدم برداشت اور متشدد تصادم کی بہت سی مثالیں بھی قائم کی ہیں۔

ایسا لگتا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں ہمارے بین الطبقاتی تنوع اور کثرتیت کے درجات باقی تمام جگہوں کے مقابلے میں بہت محدود ہیں۔ہمارے لئے کثرتیت کا مطلب دو یا تین کمیونٹیز کے درمیان بقائے باہمی ہے جبکہ جنوب مشرقی ایشیا میں بقائے باہمی کی فضا میں درجنوں کثیر الثقافتی، کثیر النسلی یا کثیر المذاہب کمیونٹیز شامل ہوسکتی ہیں۔جنوب مشرقی ایشیا میں رہنے والے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے کثرتیت کا مطلب ایک بہت ہی مختلف شئے ہے۔صرف یہی نہیں کہ وہاں ابراہیمی وحدانیت سے باہر مذہبی روایات کے درمیان زیادہ وسیع پیمانے پر تعامل ہے بلکہ بعض ممالک میں عیسائی اور مسلمان مل کر بدھسٹ، ہندو یا لادین اقوام کے درمیان اقلیت تشکیل دیتے ہیں۔یہ حرکیات بین العقائد تعلقات کی طرف دیکھنے کا ایک نیا انداز فراہم کرسکتی ہیں۔۱۹ر مارچ ۲۰۰۹ء کو جارج ٹاؤن یونیورسٹی کے پرنس الولید بن طلال مرکز برائے عیسائی مسلم تفہیم کے زیر اہتمام ہونے والے مباحثے میں جنوب مشرقی ایشیا کے پانچ اسکالرز نے ''جنوب مشرقی ایشیا کے اسلام میں کثرتیت اور جمہوریت'' کے موضوع پر گفتگو کی۔چونکہ یہ مسلم آوازیں ایک ایسے خطے سے بلند ہورہی ہیں جہاں دنیا میں مسلمانوں کی سب سے بڑی آبادیوں میں سے چند آبادیاں قائم ہیں، اس لئے یہ خاص طور پر غیر مسلموں کے ساتھ تعلق کے حوالے سے عرب اور مشرق وسطیٰ کے مسلمانوں کے تجربے کا متبادل فراہم کرتی ہیں۔

ان کا عاجزانہ پیغام بہت واضح تھا: ایشیا میں مسلمانوں اور ''دوسروں'' کے درمیان ربط کثرتیت کا ایسا نمونہ پیش کرتا ہے جس کی اشد ضرورت ہے، لیکن اسے اکثر نظرانداز کردیا جاتا ہے۔مثال کے طور پر تھائی لینڈ کی تھماست یونیورسٹی میں سیاسیات کے پروفیسر شیوات ساتھا آنند نے بتایا تھا کہ جنوب مشرقی ایشیا میں مسلم کمیونٹیز نے کس حد تک بدھسٹ ثقافت کے ساتھ تعامل کیا ہے اور بدھ مت کے فلسفے، زبان اور اس کے پیروکاروں کی وضع قطع سے سیکھنے کے علاوہ بدھ مت کے نقطۂ نظر سے تنازعہ اور تشدد کی بنیادی وجوہ کے بارے میں بھی جانا ہے۔

گیارہ ستمبر کے واقعے کے کچھ ہی عرصہ بعد تھائی ٹیلی ویژن کے ایک پروگرام میں جب ان سے پوچھا گیا کہ دنیا کو مسلمانوں کی طرف سے کئے گئے اس تشدد پر کس طرح ردعمل ظاہر کرنا چاہئے تو پروفیسر ساتھا آنند نے کہا: ''بدھ مت اس دائرے سے زیادہ تر باہر ہی ہے جسے اسلام اور عیسائی مغرب کے درمیان تہذیبوں کا دو طرفہ تصادم قرار دیا جاتا ہے۔اگر مسلمان اور عیسائی بدھ مت اور اس کی تعلیمات سے سیکھنے کے لئے ذہن کو کشادہ رکھنے پر تیار ہوں تو ایک تیسری طرف کے طور پر یہ ان کے باہمی اختلافات کو اعتدال پر لانے کے لئے بہترین کردار ادا کرسکتا ہے''۔

لیکن مزید اہم بات یہ کہ یہ حادثے اور ''مختصر آغاز'' کے بارے میں بدھ مت کی تفہیم ہی ہے جو کسی عمل یا ردعمل کا موجب بننے والی بنیادی وجوہ کا ادراک رکھنے کے باعث کلیدی اہمیت رکھتی ہے۔خوف یا تشدد کی مثال پیش کرتے ہوئے ساتھا آنند نے بتایا کہ بدھ مت کے مطابق ان رجحانات کی جڑیں ناانصافی میں ہیں۔یہ ایک ایسی دلیل ہے جسے مشرق وسطیٰ میں بہتر طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔

ایک اور مقرر محمد حنان حسن، جو سنگاپور کی اسلامی مذہبی کونسل کے مدرسے کے اسٹریٹجک یونٹ کے سربراہ اور شعبۂ تعلیم کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہیں، تبادلہ پروگرام کے تحت سنگاپور سے طلبا، اسکالرز اور سرکاری ملازمین کو لے کر اسلام کے مطالعے کے لئے مشرق وسطیٰ جاتے ہیں۔وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ طلباء مشرق وسطیٰ میں اپنے ہم منصبوں کے سامنے کثرتیت اور بین العقائد ربط کی ایک مختلف مثال پیش کرسکتے ہیں اور انہیں اس کے بارے میں بتاسکتے ہیں۔

مشرق وسطیٰ اور مغرب کے نوجوانوں کے درمیان بین العقائد اور بین الثقافتی تبادلوں کے اثر کا بذات خود مشاہدہ کرنے کے بعد میرا یہ خیال ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ مشرق وسطیٰ کے نوجوان آگے بڑھیں اور جنوب مشرقی ایشیا کے ساتھیوں کے ساتھ رابطہ کریں، اپنے نظریات و خیالات کا تبادلہ کریں اور اپنے تنگ تصورات کو توڑ ڈالیں۔یہ کام رسمی انداز کے تعلیمی انتظامات مثلاً بیرون ملک اعلیٰ تعلیم کے پروگرام وغیرہ اور غیر رسمی انتظامات مثلاً سمر کیمپ منعقد کرنے جیسے دونوں طریقوں سے ہوسکتا ہے۔اسی بنیاد پر حسن کی اس دعوت کو خطے میں پذیرائی مل سکتی ہے کہ مشرق وسطیٰ والے جنوب مشرقی ایشیا میں اسلام اور کثیر ثقافتی تجربے سے سیکھیں۔

جو لوگ مشرق وسطیٰ میں بین العقائد تعاون کے لئے کسی نئے ماڈل، نئے انداز عمل کی تلاش میں ہیں، ان کے لئے اس حوالے سے جنوب مشرقی ایشیا بہترین جگہ ہوسکتی ہے۔مشرق وسطیٰ میں بین العقائد مکالمے پر کام کرنے والوں کے لئے اس میں یہ سبق ہوسکتا ہے کہ ''نوجوان! مشرق کی طرف جا''۔یہی وہ جگہ ہے جہاں ہمیں نہ صرف وہی پیچیدگی ملتی ہے جس کے ہم عادی ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ مختلف عقائد کے درمیان ربط کا گراں قدر تجربہ اور کثرتیت بھی نظر آتی ہے۔

سیمونیل رزک جارج ٹاؤن یونیورسٹی کے پرنس الولید بن طلال مرکز برائے عیسائی مسلم مکالمہ کے وزیٹنگ اسکالر ہیں اور جارج میسن یونیورسٹی کے انسٹی ٹیوٹ برائے تقلب و جائزہ تنازعات سے پی ایچ ڈی کررہے ہیں۔ ●●

جیسے غذا اور مکان وغیرہ انسان کی بنیادی ضروریات زندگی میں شامل ہیں ایسے ہی کپڑا بھی انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: ''ابن آدم کا متاع دنیوی میں صرف یہ حق ہے کہ اس کے لئے گھر ہو جس میں وہ رہ سکے، کپڑا ہو جس سے وہ اپنے جسم کو ڈھانپ سکے اور کھانے کے لئے روٹی اور پینے کے لئے پانی ہو''۔ (سنن الترمذی، کتاب الزہد، ح: ۲۲۶۳)

عہد نبویؐ میں جب بحرین کا رئیس مسلمان ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خط کے ذریعے یہ ہدایت فرمائی کہ بعض لوگوں کے پاس زمین نہیں ہے، ان میں سے ہر ایک کو خزانہ عامرہ میں سے گزارے کے لئے چار درہم اور لباس دیا کریں (پیغمبر حکمت وبصیرت، مؤلف پروفیسر محمد صدیق: ۱۰۷)

عہد نبویؐ میں حکومت کو یمن کے علاقے (نجران) سے ہر سال دو ہزار پارچہ جات موصول ہوتے تھے۔ اس علاقے میں کپڑا بننے کی صنعت کافی مستحکم تھی۔ (رسول اللہ کی حکمرانی وجانشینی مؤلف ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم) خلفائے راشدین کے عہد میں عقبہ کی بندرگاہ ایلیا سے مرکز کو سالانہ تین سو دینار اور دو ہزار ملبوسات روانہ کئے جاتے''۔ (اسلام کا قانونی محاصل، مؤلف ڈاکٹر از محمد غفاری ص: ۲۲)

ایک حدیث میں ہے کہ تجارت کی ترقی کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مشورہ دیا کہ کپڑے کی تجارت کیا کرو کہ کپڑے کا تاجر یہ چاہتا ہے کہ لوگ خوشحال اور فارغ البال رہیں۔ (عصر حاضر میں اسلام کیسے نافذ ہو، مؤلف: مولانا تقی عثمانی، ص: ۷۴۳)

کپڑے کے کاروبار کی ایک صورت یہ ہے کہ مختلف ممالک میں کپڑے کے کارخانے لگائے جائیں جہاں کپڑا تیار کر کے فروخت کیا جائے، جس طرح آج کل ملٹی نیشنل کمپنیاں مختلف ممالک میں اپنے کارخانے قائم کر کے دنیا بھر میں تجارت کرتی ہیں۔ کارخانہ دار بھی تاجروں میں ہی شمار ہوتے ہیں، اس لئے فریضۂ زکوٰۃ کی ادائیگی میں تمام تاجروں کو برابر قرار دیا جاتا ہے، خواہ کارخانہ دار ہوں یا دستی کھڈی والے، چھابڑی والے ہوں یا سونے کے بیوپاری، بڑے شہر کے تجارتی مرکز کے مالک ہوں یا پرچون فروش، سونے کے ڈیلرز ہوں یا چاندی کے، نفع کمانے والے ہوں یا خسارہ اٹھانے والے، یہ تمام سال کے آخر پر اپنے اموال تجارت کا حساب لگا کر اس کی مالیت مقررہ نصاب کے برابر پائیں تو زکوٰۃ ادا کریں گے۔ (اسلام کا قانونی محاصل، مؤلف: ڈاکٹر نور محمد غفاری، صفحہ: ۹۸)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیشہ تجارت تھا اور مدینہ آنے کے بعد بھی آپؓ اسی پیشے سے وابستہ رہے۔ وصال نبویؐ کے وقت آپؓ باتفاق رائے جوف کی بستی سخ میں سکونت پذیر ہوئے۔ ابن سعدؒ کی ایک روایت سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سخ کی بستی میں نقل مکانی کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپؓ کی وہاں زرعی زمین تھی۔ آپؓ نے اس زمین کی اصلاح بھی کی۔ عہد نبویؐ کی اسلامی حکومت کی طرف سے آپؓ کو یہ زمین الاٹ ہوئی تھی۔ اس زمین پر آپؓ نے اپنا گھر اور کارخانہ قائم کیا۔ یہ کپڑے کا کارخانہ تھا جس میں کئی ایک کاریگر کام کرتے تھے۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرعی منصوبہ بندی، مؤلف: محمد اسلم ملک)۔ موجودہ دور میں بھی حکومتیں صنعتیں قائم کرنے کے لئے آسان شرائط پر زمینیں دیتی ہیں۔ جب مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہوئیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار میں سے بعض نادار مسلمانوں میں ان زمینوں کے بعض حصے تقسیم فرمائے۔ اس طرح صحابہ کرامؓ کو عہد نبویؐ کی اسلامی حکومت کی طرف سے کارخانہ وغیرہ لگانے کے لئے گویا زمین کی سہولت مہیا تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں مہاجرین کی آبادکاری اور کفالت، اصحاب صفہ کی اعانت اور عام مسلمانوں کی مالی نصرت فرمائی۔

عہد نبویؐ میں صنعت وحرفت

ظفر اقبال اعوان

دستکاری ایک مقدس پیشہ ہے جس کو اپنا کر بہتر روزگار حاصل کیا جاسکتا ہے۔ گھریلو صنعت کے سلسلے میں دستکاریوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس بارے میں سب سے پہلا کام کی جگہ کا تعین ہوتا ہے۔ اکثر ماہرین نے گھریلو صنعتوں سے وہ صنعتیں مراد لی ہیں جو مزدور یا کاریگر کے اپنے گھر میں کام کر رہی ہوں۔ مثلاً کولہو سے تیل نکالنے، کپڑا بننے اور سوت کاتنے کے تمام کام مزدوروں کے اپنے گھروں میں ہوتے ہیں۔ (گھریلو دستکاریاں، مؤلف: شاہی حلیم) علاوہ ازیں موچی، سنار، بڑھئی اور کپڑا رنگنے والوں کا شمار بھی گھریلو صنعت کاروں میں ہوگا۔ البتہ گھریلو صنعتوں کے زمرے میں آنے والی بعض صنعتیں گھروں کے اندر ممکن نہیں ہوتیں۔ مثلاً مچھلیاں پکڑنا، چمڑا رنگنا، کھجور کے درخت لگانا۔ یہ تمام کام ایسے ہیں جو کاشتکار کے اپنے گھر میں نہیں ہوسکتے۔ اس قسم کے تمام کام عام طور پر آبادی سے باہر کئے جاتے ہیں، لیکن پھر بھی ان کا شمار گھریلو صنعتوں میں ہی ہوتا ہے۔ اس لئے گھریلو صنعتوں سے محض یہ مراد لینا کہ وہ مزدور کے اپنے گھر میں ہی ہوتی ہیں، غلط ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑا بننے، اناج پیسنے، جوتے بنانے، برتن تیار کرنے اور اس قسم کی دیگر گھریلو ضروریات کی اشیاء کو خود تیار کرنے کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ عورتوں کو سوت کاتنے کی ترغیب دی گئی تو مردوں کو بننے کی تلقین کی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دستکاری کو روزگار کی فہرست میں بڑی اہمیت حاصل تھی۔ دستکاری سے ملکی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ میں ٹیکسٹائل کا پیشہ بنو نجار کا تھا، وہ اس پیشے میں شہرت ومہارت رکھتے تھے اور عمدہ کپڑا تیار کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا لباس بنو نجار سے تیار کرواتے تھے (العلم والعلماء، حکیم ممتاز ہلال مدنی) بنو نجار کے مکانات بڑے اور سب سے عمدہ تھے۔ وہ اپنے گھروں میں کپڑا بنتے تھے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق بھی بنو نجار سے تھا اور آپؓ بھی ٹیکسٹائل کی صنعت سے وابستہ تھے۔

مکی عہد میں ہی متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کپڑے کی صنعت میں خاص مقام بنا لیا تھا۔ (غزوات نبوی کے اقتصادی پہلو) عہد نبویؐ میں مہاجرین کی مستقل رہائش کے لئے بڑے بڑے مکان تعمیر کروائے گئے۔ ان میں عیال داروں اور اکیلے رہنے والوں کے لئے الگ الگ مکان تھے۔ سیرت طیبہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی) ان میں بعض مکان چھوٹے بھی تھے۔ اس طرح دستکاری سے وابستہ صحابہ کرامؓ کو رہائش کے ساتھ ساتھ کام کرنے کے لئے جگہ کی بھی سہولت مل گئی۔ عہد نبویؐ میں دیہات میں لوگ اونٹ کی اون سے خیمے بھی بنایا کرتے تھے۔ (محاضرات سیرت، مؤلف: محمود احمد غازی، ص: ۷۴۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زرعی منصوبہ بندی فرمائی اور آبادکاری کے لئے قطعات اراضی تقسیم فرمائے۔ اس طرح مدینہ منورہ کے آس پاس غیر آباد علاقہ جلد آباد اور سرسبز وشاداب ہوگیا اور جگہ جگہ زرعی بستیاں آباد ہوگئیں۔ اس سے مدینہ منورہ پر پڑنے والے مہاجرین کی آبادی کے دباؤ پر بڑی حد تک قابو پالیا گیا۔ (اسلام کا قانون اراضی، مؤلف: نصرت علی اثیر، ۷۳، ۷۸)

چونکہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں دستکاریوں کو روزگار کی فہرست میں بڑی اہمیت حاصل تھی، لہٰذا ان بستیوں میں زراعت کے ساتھ ساتھ دستکاری کا کام بھی ہوتا تھا۔ اس طرح یہ بستیاں گویا کسانوں اور صنعت کاروں کی بستیاں تھیں۔ عہد نبویؐ کے اسلامی معاشرے کی معیشت کا دارومدار زراعت، صنعت، تجارت اور محنت مزدوری پر تھا۔ اب صدیوں کے سائنس وٹیکنالوجی کے ارتقاء کے نتیجے میں صنعتیں بہت ترقی کرگئی ہیں۔ بڑے بڑے کارخانے قائم ہوگئے ہیں جس کی وجہ سے ماحول آلودہ ہورہا ہے۔ البتہ اب حفظان صحت کے اصولوں پر کام کرتے ہوئے بڑے بڑے کارخانے آبادی سے باہر قائم کئے جارہے ہیں اور جو کارخانے آبادی میں ہیں انہیں باہر منتقل کیا جارہا ہے، تاکہ کیمیکلز اور دھوئیں سے پھیلنے والی آلودگی سے بچا جاسکے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عامر بن کریز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ریشم فروش تھے۔ اون اور ریشم سے کپڑا بنواتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کپڑے کے تاجر تھے۔ غزوۂ تبوک میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے جہاد کے لئے دیئے تھے یہ تمام مالک کپڑے کی تجارت سے کمایا تھا۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کپڑوں کی تجارت سے روزانہ خاصی آمدنی ہوتی تھی۔ (عہد نبوی کا اسلامی تمدن، علامہ عبدالحق کتانی، ترجمہ مولانا رضی الدین، ص: ۲۳۹)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کپڑے کے تاجروں میں شمار کئے جاتے تھے۔ حضرت سوید بن قیس العبدیؓ بھی مشہور تاجر تھے۔ ان سے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شلوار خریدی تھی۔ جب اس کا وزن کیا گیا تو وزن کرانے والے سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے جھکتا ہوا تولو۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چٹائیاں بنتے تھے۔ آپؓ نے منجنیق سازی اور دستکاریوں کو بھی فروغ دیا۔ انصار مدینہ جنگی اور زرعی آلات بنانا جانتے تھے۔ حضرت سعد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پتھروں کی تراش خراش کر کے برتن تیار کرتے تھے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہد کی مکھیاں پالتے تھے۔ مدینہ منورہ میں حدادین یعنی لوہے کا کام کرنے والوں اور خراطین یعنی خراد کا کام کرنے والوں کا ایک پورا بازار تھا جس سے متعدد صحابہ کرامؓ وابستہ تھے۔ فتح مکہ کے بعد مکہ مکرمہ کی منڈی مسلمانوں کے ہاتھ میں آئی جس سے مدینہ میں دستکاریوں کو بہت فروغ ملا۔ (عہد نبوی کا اسلامی تمدن)

کھجور مدینہ کی اہم برآمد تھی۔ (غزوات نبویؐ کے اقتصادی پہلو، مؤلف: پروفیسر لیٰسین مظہر صدیقی، ص: ۱۳۳) جس کی وجہ سے ٹوکریوں کی دستکاریوں کو بہت فروغ ملا، اس لئے کہ کھجوریں ٹوکریوں میں پیک کر کے بھیجی جاتی تھیں۔

جنگ خندق کے موقع پر کفار مکہ کو شکست ہوئی تو وہ قحط کا شکار ہوگئے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپؐ نے سخاوت وایثار کے تحت مکہ معظمہ کے قحط زدہ افراد کے لئے پانچ سو اشرفیاں بھجوادیں۔ اس کے ساتھ ہی ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس کھجوروں کی کافی مقدار بھجوائی اور کہلا بھیجا کہ وہ ان کھجوروں کے بدلے میں کھالیں بھیجیں۔ واضح ہو کہ کھالیں جوتے بنانے اور دیگر صنعتی ضروریات کے کام آتی ہیں۔

نقود یعنی نقدی پر زکوٰۃ کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے کہ ہر مسلمان پر اس کی کمائی یا حرفت میں صدقہ واجب ہے۔ (رسول اللہ ﷺ کی زرعی منصوبہ بندی) اس حدیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کئی مسلمان اہل حرف (دستکاروں) کی آمدنی اتنی تھی کہ وہ صاحب نصاب تھے۔

عہد نبویؐ کی اسلامی ریاست نے بھیک مانگنے کی حوصلہ شکنی کی اور محنت، صنعت وحرفت اور دستکاریوں کی حوصلہ افزائی کی، جس کی وجہ سے صنعت وحرفت اور دستکاریوں کو فروغ ملا۔ اس عہد مبارک میں کان کنی کو بھی فروغ ملا۔ بنو سلیم کے مہاجرین مدینہ اور غیر مہاجرین طبقات زیادہ تر چاندی سونے کی کان کنی اور تجارت کرتے تھے۔ ان کے علاقے میں ان کی کافی کانیں تھی۔ (اسلام کا قانونی محاصل، ص: ۹۰، ۹۱) کان کنی کے فروغ سے معدنی صنعت ترقی کرتی ہے۔ اسلام سائنس وٹیکنالوجی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے تاکہ ترقی ہو اور انسانیت کو نفع حاصل ہوں۔ اس کے برعکس مغربی و دیگر اقوام کا سائنس وٹیکنالوجی میں ترقی کرنے کا مقصد اقوام کو کمزور کر کے ان کا معاشی استحصال کرنا ہے۔ موجودہ دور میں کارخانوں میں سوئی گیس اور بجلی استعمال ہوتی ہے۔ صنعت کار وتاجر حضرات آئے دن حکومت سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ انہیں یہ دونوں چیزیں سستی فراہم کی جائیں تاکہ پیداواری لاگت کم ہو اور ان کی مصنوعات عالمی منڈی میں دوسری اقوام کا مقابلہ کرسکیں۔ عہد نبویؐ میں سوئی گیس اور بجلی دریافت نہیں ہوئی تھی، اس لئے کہ سائنس وٹیکنالوجی نے ابھی اتنی ترقی نہیں کی تھی۔ عہد نبویؐ میں بھٹیوں میں لوہا پگھلانے کے لئے لکڑی بطور ایندھن استعمال ہوتی تھی۔ لوہے سے اسلحہ اور عام استعمال کی چیزیں بنائی جاتی تھیں۔ لوگوں نے گھروں میں بھٹیاں بنا رکھی تھیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چنگیوں کو ختم کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جدید تجارتی منڈیاں قائم کیں جن میں کوئی محصول نہیں لیا جاتا تھا۔ (غزوات نبویؐ کے اقتصادی پہلو، ص: ۱۳۰) اس وجہ سے لکڑی کی قیمتیں مناسب تھیں۔ گویا صنعتی ترقی کے لئے ایندھن مناسب قیمت پر دستیاب تھا۔

عہد نبویؐ میں اسلامی ریاست کے باقاعدہ جنگلات تھے۔ حضرت عبداللہ بن سلام اور ابولیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک طرح سے وزیر جنگلات تھے، یعنی درختوں کی دیکھ بھال اور ان کی لکڑیوں کی خرید وفروخت پر نگراں تھے۔ تجارتی منڈیوں میں محصول نہ ہو تو خام مال بھی سستا ملتا ہے جس سے پیداواری لاگت کم ہوجاتی ہے اور پیداوار بڑھتی ہے۔ صنعت وحرفت کو وسعت ملتی ہے، نئی نئی ایجادات ہوتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دور مبارک میں ہمہ گیر ترقی کے لئے خواندگی کو فروغ دینے کی خاطر خصوصی اقدامات فرمائے۔ آج کے دور میں پاکستان میں بجلی کی پیداوار میں اضافہ ہمہ گیر ترقی کے لئے ضروری ہے۔ اس کے لئے خصوصی اقدامات ضروری ہیں۔

ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم کی تحقیق کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے راستوں کے لئے معیار مقرر کیا تھا کہ ان میں سے دو لدے ہوئے اونٹ (آمنے سامنے سے) آسانی سے گزر جائیں۔ جب راستے اتنے کشادہ ہوں کہ ان سے دو لدے ہوئے آسانی سے گزر سکیں تو لوگوں کو تکلیف نہیں ہوگی اور زرعی وصنعتی سامان کی نقل وحمل آسان ہوگی۔ (تاریخ مدینہ، مولانا عبدالمعبود) آج کل کے دور میں ون ویز ہیں اور جہاں سنگل روڈز ہیں، ان میں دو بڑی گاڑیوں کے آسانی سے آمنے سامنے سے گزرنے کو معیار بنایا جاسکتا ہے۔ سامان کی آسان نقل وحمل سے صنعت کو فروغ ملتا ہے۔ ہمارے ملک کی سب سے زیادہ برآمدات ٹیکسٹائل سے تعلق رکھتی ہیں۔ اعداد وشمار کے مطابق ہمارے ملک کو تقریباً ساٹھ فیصد سے زیادہ زرمبادلہ کپڑے کی صنعت سے حاصل ہوتا ہے۔

آج مسلم ممالک کو آپس میں اتحاد کی شدید ضرورت ہے۔ وہ باہمی صنعت وتجارت کے فروغ کے لئے مشترکہ منڈیاں قائم کریں۔ آپس میں سائنس وٹیکنالوجی کی ترقی میں تعاون کریں۔ تیل سے مالا مال مسلم ممالک معاشی لحاظ سے کمزور مسلم ممالک کی مدد کریں۔ صنعتی ترقی کے لئے آئی ایم ایف کے چنگل سے نکلنا بھی ضروری ہے، اس لئے کہ آئی ایم ایف جیسے اداروں کو سود در سود ادا کرنے سے ہماری معیشت تباہ ہوتی ہے۔ پھر یہ ادارے ایسی شرائط عائد کرتے ہیں جس سے رسوئی گیس اور بجلی مہنگی ہوتی ہے۔ اس طرح وہ ہماری صنعت کو ترقی کی جانب گامزن نہیں ہونے دیتے۔ عالمی مالیاتی فنڈ کی شرائط میں صنعتی سرگرمیوں کو محدود کرنے کی کوششیں نمایاں ہیں۔ مسلم ملکوں کو آئی ایم ایف وغیرہ سے مدد لینے کے بجائے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ صنعت وتجارت کی سرگرمیوں کو فروغ دیا جائے اور برآمدات کو بڑھایا جائے۔ مشترکہ منڈیاں قائم کرنے سے ایجادات کو بھی فروغ ملے گا۔ حکمرانوں اور عوام کے ماہانہ مشاہروں اور مراعات میں تفاوت کو کم سے کم کیا جائے۔ حکمرانوں کو اپنی مراعات میں کمی کرنی چاہئے، غیر ضروری اخراجات کو ختم کرنا چاہئے، عیاشیوں اور بے پناہ سہولتوں سے پرہیز کیا جائے۔ بجلی کی پیداوار میں اضافے کے لئے مناسب اقدامات کرنے چاہئیں۔ بجلی وافر ہوگی تو صنعت ترقی کرتی رہے گی، منڈیوں میں وقت پر اشیاء بھیجی جاسکیں گی، قیمتی زرمبادلہ حاصل ہوگا۔ ترقی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جوہر قابل کی حوصلہ افزائی کی جائے، ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔ سیرت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جوہر قابل کی حوصلہ افزائی فرمائی تھی۔ آپ ﷺ انہیں عہدے اور وظائف دیتے تھے اور ان کی صلاحیتوں سے استفادہ کرتے تھے۔ (مسلم بستیاں، مؤلف پروفیسر اکرام حسین گیلانی، ص: ۹۹)

عباسی حکمراں ہارون الرشید نے مشہور سائنسداں جابر بن حیان، جو کہ شروع میں ایک غریب دواساز تھے، کا وظیفہ مقرر کیا اور ان کے لئے سرمایہ مہیا کیا تو انھوں نے کیمیا کے میدان میں انقلاب برپا کردیا۔ لہٰذا ترقی کے لئے جوہر قابل کی حوصلہ افزائی ضروری ہے۔ ان کو ترقیاتی کام سونپے جائیں، ان سے تحقیق کا کام لیا جائے۔ بالخصوص سائنسدانوں سے انڈسٹری کی ترقی کے لئے ریسرچ کا کام لیا جائے۔ دوسرے لفظوں میں ریسرچ کا تعلق انڈسٹری کی ضروریات کے مطابق ہونا چاہئے۔ ●●

تعلیم کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ اس کو حاصل کرنے والوں کو معلومات اور مہارت سے آراستہ کرتی ہے اور اس کے نتیجے میں انسان کی معاشی ترقی ہی نہیں ہوتی خودکفیل بننے میں بھی اسے مدد ملتی ہے۔ لیکن یہ تعلیم عصری ضرورت کے مطابق ہونی چاہئے تاکہ وہ بدلتے حالات میں سماجی ومعاشی تقاضوں کا ساتھ دے سکے۔

ایک تجزیے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اگر ہندوستان میں روایتی تعلیم کے بجائے پیشہ ورانہ تعلیم کو اپنایا جائے تو مسلسل بڑھ رہی بیروزگاری میں کافی حد تک کمی آسکتی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پیشہ ورانہ تعلیم آج وقت کی ضرورت بن گئی ہے۔ خاص طور پر کھلی اقتصادیات کے اس دور میں سرمایہ کاری، اطلاعات کا انقلاب اور تجارت کی بالادستی کے باعث، اس کی اہمیت دن بدن بڑھتی جارہی ہے جبکہ روایتی تعلیم کے تحت بی اے، بی کام، بی ایس سی کرنے والے بے شمار نوجوان نوکری کی تلاش میں دربدر مارے مارے پھر رہے ہیں۔ ان کو روزگار کے محدود ہوتے مواقع کے موجودہ ماحول میں کشیدگی اور ناامیدی کی فضا سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کی ممتاز یونیورسٹیوں میں سنسکرت، ہندی، اردو اور سوشیالوجی وغیرہ مضامین میں داخلہ لینے سے طلباء دامن بچانے لگے ہیں، جو ان مضامین کی ڈگری حاصل کرلیتے ہیں ان میں سے متعدد میرٹ سے پاس ہونے والے ہونہار طلباء بھی روزگار پانے سے محروم ہیں۔

غور کیا جائے تو یہ ہندوستانی تعلیمی نظام کا منفی نتیجہ ہے، جس میں انسانی وسائل اور اس کی توانائی کے مناسب استعمال کو سابق حکومتوں کی طرف سے نظرانداز کیا گیا۔ صورتحال یہ ہے کہ بارہویں کے امتحان نتائج کے بعد جہاں ایک طرف کالجوں میں داخلہ کی دقتیں اور کم ہوتی سیٹیں ایک مستقل مسئلہ کی شکل اختیار کرتی جارہی ہیں، وہیں بیروزگار نوجوانوں کا ہجوم بڑھتا جارہا ہے۔ تشویشناک اعداد وشمار اس کا ثبوت ہیں کہ ملک کے کالج اور یونیورسٹیاں بیروزگاروں کو ڈھالنے کی فیکٹریوں میں تبدیل ہوگئے ہیں، جہاں سے سال بہ سال ۷۵ لاکھ نوجوان اپنے ہاتھوں میں ڈگریاں لے کر روزگار کی تلاش میں اس لئے نکلتے ہیں کہ ان کے پاس پیشہ ورانہ نصاب سے متعلق معلومات نہیں ہوتیں۔ گلوبلائزیشن اور کھلے پن کے اس عہد میں زراعت، صنعت اور ملازمت کے شعبے میں برق رفتاری کے ساتھ تبدیلی آئی ہے اور ملک

ملک کے تعلیمی ادارے بیروزگار نوجوان ڈھالنے میں مصروف

عارف عزیز بھوپال

میں جس طرح کی اقتصادیات اور ترقیات کا بنیادی ڈھانچہ فروغ پارہا ہے، اس کے لئے پیشہ ورانہ اور تکنیکی مہارت کی ضرورت ہے تاکہ عام ڈگری یافتہ نوجوان یا دسویں بارہویں کلاس میں کامیاب نوجوانوں کے پاس بجائے ری کامرس، سائبر مینجمنٹ، انوینٹ مینجمنٹ اور کارپینٹر، موٹر میکانک، بیمہ، انشورنس اور ڈپلوما یافتہ نوجوان اپنی مہارت اور ہنر کا فائدہ پہنچا سکیں۔

پیشہ ورانہ تعلیم کی درس وتدریس اور اس کے نصاب کو بازار کی طلب کے مطابق ڈھالنے اور رقم کے الاٹمنٹ وغیرہ سے متعلق ایسے جملہ مسائل ہیں، جن پر مرکزی وریاستی حکومتوں کو سنجیدگی سے غور کرنا پڑے گا کیونکہ ان کو دور کیے بغیر منزل تک پہنچنا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ پیشہ ورانہ تعلیم کے شعبے میں تربیت یافتہ ٹیچروں اور بنیادی سہولتوں کی کافی کمی ہے۔ پرائیویٹ ہی نہیں سرکاری پالیٹکنک اور صنعتی تربیت دینے والے اداروں میں مختلف ٹریڈوں کی تعلیم میں مصروف طلباء اپنے خاص ٹریڈ میں عملی تربیت اس لئے حاصل نہیں کرپاتے کہ ان سے متعلق آلات ومشینیں عام طور پر وہاں مہیا نہیں ہوتیں۔ علاوہ ازیں برسوں پرانے فرسودہ نصاب ٹریڈ بازار کے موجودہ مطالبات کے مطابق ثابت نہیں ہورہے ہیں۔ تعلیم کے لئے رقم کی کمی کی شکایت مرکزی اور ریاستی حکومتیں اکثر کرتی رہتی ہیں لہٰذا اس خصوصی تعلیم کے لئے سرمایہ کی فراہمی کی وقت پر توجہ دیئے بغیر صورتحال بہتر نہیں ہوسکتی۔

پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کی اہمیت کو نظرانداز کرنا حکومتوں کے لئے اب مشکل ہے۔ ۱۹۸۶ء کی تعلیمی پالیسی کو روزگار سے وابستہ کرنا آج وقت کا تقاضا بن گیا ہے جس کو آل انڈیا ٹیکنیکل کونسل یا ریاستوں کے پیشہ ورانہ اور تکنیکی ادارے غالباً پورا نہ کرسکیں۔ لہٰذا پرائیویٹ اداروں کی معاونت اور اس کے معیار کی نگرانی کر کے اس شعبے کو نہ صرف وسعت دی جاسکتی ہے بلکہ بیروزگاروں کی بڑھتی تعداد پر بھی قابو پایا جاسکتا ہے۔ ●●

انٹارکٹیکا پر ۴۶ ملکوں کے سائنسداں مل کر تحقیق کررہے ہیں

جمیل اختر (واشنگٹن ڈی سی)

براعظم قطب جنوبی جو عام طور پر انٹارکٹیکا کے نام سے جانا جاتا ہے، سائنسدانوں کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ یہاں پر مختلف حوالوں سے سائنسی تحقیقات جاری رہتی ہیں۔ پچاس برس قبل ہونے والے ایک معاہدے کے تحت وہاں ریسرچ کرنے، مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے ماہرین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی تحقیق سے ایک دوسرے کو آگاہ رکھیں۔ ان دنوں امریکی ریاست میری لینڈ کے شہر بالٹی مور میں اس معاہدے میں شریک ممالک اور ان کے ماہرین کی کانفرنس ہورہی ہے جس کا ایک اہم مقصد سائنسی تحقیق میں تعاون کو مزید مربوط کرنا بھی ہے۔

انٹارکٹیکا میں کنگ جارج آئی لینڈ پر فیراز ریسرچ اسٹیشن سرکاری طور پر برازیل کا علاقہ ہے لیکن یہاں مختلف ملکوں کے سائنسداں مشترکہ طور پر تحقیق وتجربات کرتے ہیں۔ روس کے بیلنگس ہاسن اسٹیشن پر بھی اسی طرح ہی کام ہوتا ہے۔ اسٹیشن کے سربراہ الیگزینڈر اروپ کہتے ہیں کہ یہ اشتراک بہت ضروری ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم اس براعظم پر صرف اکٹھے کام کر کے ہی سائنسی مواد کا مشاہدہ کرسکتے ہیں اور اسے اکٹھا کرسکتے ہیں۔

انٹارکٹیکا پر سائنسداں اپنے پروجیکٹس پر سو سال سے بھی زیادہ عرصے سے کام کررہے ہیں اور یہ تعاون براعظم کے انتظام سے متعلق معاہدے میں تحریر ہے اور اس انتہائی سرد اور الگ تھلگ ماحول میں مختلف پروجیکٹس پر مل کر کام کرنے سے وقت اور پیسے کی بچت ہوسکتی ہے۔ نیشنل انٹارکٹیکا پروگراموں کی کونسل آف منیجرز کے ایتوئن گوچرڈ کہتے ہیں کہ موجودہ مالیاتی بحران میں ایسا کرنا اور بھی اہم ہوگیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ اتنا مہنگا کام ہے کہ اگر آپ ایک دوسرے کی مدد نہ کریں تو آپ اسے انجام نہیں دے سکتے اور اب جبکہ انٹارکٹیکا سائنس گلوبل سائنس بن چکی ہے اور یہ آگہی بڑھ چکی ہے کہ پوری دنیا کس طرح کام کرسکتی ہے تو اس لئے اب یہ انتہائی ضروری ہوگیا ہے کہ سب مل کر کام کریں۔

انٹارکٹیکا میں کوئی اسٹیشن قائم کرنے پر بہت لاگت آسکتی ہے اور اس کے لئے بجٹ بھی زیادہ نہیں ہوتا۔ قابل غور بات یہ ہے کہ کسی بھی تحقیقی مرکز کے لئے مجموعی آپریشنز پر آنے والی لاگت میں ایندھن کا خرچ سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ ۲۰۰۸ء میں ایندھن کی قیمت میں ساٹھ سے ستر فیصد اضافہ ہوگیا تھا۔

چلی کے انٹارکٹیکا پروگرام کے سربراہ ہوزے ریٹامیلس کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے اب مل کر کام کرنا سائنسدانوں کی مجبوری بن گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ کا پروگرام تین سال کا ہو تو اس کے لئے آپ کیا کریں گے؟ بجٹ کی کمی کی صورت میں یقیناً آپ ایک دوسرے سے تعاون کریں گے۔

اس طرح کا تعاون ان علاقوں میں عیاں ہے جہاں بہت سے مرکز قائم ہیں۔ جیسا کہ جزیرہ نما کنگ جارج جزیرہ ہے۔ یہاں چلی میں ایک ایئر اسٹرپ ہے جو ہمسایہ روسی ریسرچ سنٹر کو انٹرنیٹ کی سہولت فراہم کرتی ہے۔ وہاں ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جس میں ایک اسٹور، ہسپتال ہے اور ایک پوسٹ آفس بھی ہے۔ سائنسدانوں کے لئے یہ معمول کی بات ہے کہ اپنا سامان لانے کے اخراجات بچانے کے لئے ہمسایہ اسٹیشنوں سے سازوسامان ادھار مانگ لیتے ہیں۔ انٹارکٹیکا پر اٹلی اور فرانس میں تعاون اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ اپنا نیا مشترکہ اسٹیشن قائم کررہے ہیں۔ پھر بھی ریٹامیلس کہتے ہیں کہ الگ تھلگ علاقے میں کام کرنا بعض اوقات انسانوں کے لئے مشکلات کا باعث بن سکتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ بعض اوقات یہ ان کے اپنے ملک کے شہریوں کے درمیان مشکل ہوجاتا ہے کیونکہ آپ صرف اپنے شعبے پر توجہ دیتے ہیں اور یہ جاننا ضروری نہیں سمجھتے کہ دوسروں کے لئے آپ اور کیا کرسکتے ہیں۔ انٹارکٹیکا معاہدے پر دستخط ہوئے پچاس برس ہوگئے ہیں، اس معاہدے میں مزید ملکوں کا اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ ۴۶ رکن ملک باقاعدگی سے اجلاس کرتے ہیں تاکہ اپنے تحقیقی مراکز کے درمیان مشترکہ کوششیں برقرار رکھیں اور انکشافات سے ایک دوسرے کو باخبر رکھیں۔ ابتداء ہی سے باضابطہ اور بے ضابطہ دونوں طرح کے نیٹ ورک موجود ہیں تاکہ اطلاعات کا تبادلہ کیا جاتا رہے۔ انٹارکٹیکا کی انفرادیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ دوردراز علاقہ سائنسدانوں کو عالمی سیاست سے الگ رہنے میں مدد دیتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ان کے ملک آپس میں دوست نہ ہوں مگر وہ یہاں سائنس کی خاطر ایک دوسرے سے مل کر کام کرتے ہیں۔ ●●

سری لنکا اور پاکستان کے باہمی تعلقات

سید وسیم الدین ، حیدرآباد

۳؍مارچ ۲۰۰۹ء کو پاکستان کے لاہور قذافی اسٹیڈیم کے قریب سری لنکا کرکٹ ٹیم پر نقاب پوش مسلح افراد کے حملے سے اور حملے کے بعد حملہ آوروں اور پاکستانی سیکورٹی فورسز میں لڑائی سے چھ پولیس گارڈز اور دو شہریوں کی ہلاکتوں پر ہندوستان میں کانگریسی یو پی اے کی حکومتی (وزیر خارجہ پرنب مکھرجی ، وزیر داخلہ پی چدمبرم) قومی جماعتی) کانگریس کے ترجمان ابھیشک منوسنگھوی، بھارتیہ جنتا پارٹی کے صدر راج ناتھ سنگھ، سی پی آئی پارٹی سے جاری کردہ پولٹ بیورو) اور صحافتی (قومی انگریزی اخباروں میں بڑی بڑی سرخیوں کے ساتھ خبریں اور اداریے) سطحوں پر ہندوستان میں پاکستان میں ہوئی دہشت گردی پر فوری طور پر شدید ردعمل سے جہاں ہندوستان اور پاکستان کے باہمی تعلقات کے منفی رویوں کی پیچیدگیاں ابھر کر آتی ہیں، وہیں پاکستان اور سری لنکا کے باہمی تعلقات میں جاگزیں مثبت رویوں کی حقیقت پسندی متوجہ کرتی ہے جس سے اور ایک اندازہ یہ بھی قائم ہوتا ہے کہ جنوبی ایشیا میں سری لنکا پاکستان و ایران کے تعلقات کی مساوات ،سری لنکا اور ہندوستان کی مسائلی پیچیدگی سے بہت مختلف ہے۔

سری لنکا کرکٹ ٹیم پر نقاب پوش مسلح افراد کے حملے کے نتیجے میں سب سے نمایاں پہلو سری لنکا اور ہندوستان کے تعلقات کی اندرونی حالت ہے جو ان کے مابین مسائل کی پیچیدگی کو واضح کرتے ہوئے دونوں ممالک کے درمیان کی دوری کو ظاہر کرتی ہے۔

لاہور قذافی اسٹیڈیم کے قریب سری لنکا کرکٹ ٹیم پر نقاش پوش مسلح افراد کے حملے پر پاکستان کے صدر آصف علی زرداری نے اپنے بیان میں کہا کہ سری لنکا کرکٹرس پر حملہ پاکستان کو بدنام و غیر مستحکم کرنے کی سازش ہے۔ دہشت گردی ملک کو بدنام کرنے کی ایک سازش ہے۔ پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کی ایک سازش ہے۔ سری لنکا کرکٹ ٹیم پر حملے کے پیچھے غیر ملکی طاقتیں بھی ہوسکتی ہیں لیکن فی الحال کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ خطے میں گریٹ گیم کھیلا جارہا ہے، وہ بہت خطرناک ہے۔ وسطی ایشیا میں بڑی طاقتوں کے اپنے مفادات ہیں۔ ہندوستان پاکستان کو دہشت گرد ملک قرار دینا چاہتا ہے اور سری لنکا کرکٹ ٹیم پر فائرنگ اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ پاکستان کا الزام ہے کہ سری لنکا کرکٹ ٹیم پر دہشت گردانہ حملہ پاکستان اور سری لنکا کے مشترکہ دشمنوں کی کارستانی ہے جو دشمن پاکستان اور سری لنکا کی دوستی نہیں چاہتے انھوں نے یہ حملہ کرایا ہے۔

لاہور قذافی اسٹیڈیم کے قریب سری لنکا کرکٹ ٹیم پر نقاب پوش مسلح افراد کے حملے پر سری لنکا میں جو ردعمل آیا ہے وہ ہندوستان سے بہت مختلف ہے خصوصاً پاکستان کے لئے بہت ہی ہمت افزا اور مثبت رویوں کا حامل ہے۔ جس کی بناء پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان کے برخلاف سری لنکا پاکستان کے لئے دوستانہ اور ہمدردانہ رویہ رکھتا ہے اور دہشت گردی کے خلاف پاکستان کے حقیقی موقف اس کی دشواریوں اور مشکلات کا فہم رکھتا ہے۔ دہشت گردی کے واقعے کے بعد سری لنکا کے صدر مسٹر مہندرا راجا پکسا کے ایما پر وزیر خارجہ نے اسلام آباد پہنچ کر پاکستان سے اپنی یگانگت، قربت اور دوستانہ تعاون اور رنج و غم میں شرکت داری کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ دہشت گردی کے الم ناک واقعے پر سری لنکا (کولمبو) پاکستانی عوام کے غم و رنج میں برابر کا شریک ہے۔ وہ ان سے ہمدردی رکھتا ہے۔ ان کی دوستی کو عزیز سمجھتا ہے۔

پاکستان سے اظہار تشکر کرتے ہوئے سری لنکا کے وزیر خارجہ نے کہا کہ سری لنکا اور پاکستان دونوں دہشت گردی کا مسلسل شکار ہیں اس لئے دونوں کے لئے یہ ضروری ہوگیا ہے کہ دونوں مشترکہ طور پر اس کا مقابلہ کریں۔ دہشت گردی کے خلاف پاکستانی جنگ کو سراہتے ہوئے سری لنکا کے وزیر خارجہ نے پاکستان پر اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ دہشت گردی کے خلاف پاکستان کی مساعی پر اس کی سنجیدگی پر اور تحقیقات اور اس کی کارکردگی پر اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ چونکہ سری لنکا (کولمبو) خود ہندوستان کے تامل باشندوں کی دہشت گردی سے جنگی وہشت گردی کا مسلسل شکار ہوتا آیا ہے اس لئے سری لنکا پاکستان کی ان مشکلات کو سمجھتا ہے جو دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پیش آتی ہیں۔ سری لنکا کے وزیر خارجہ نے پاکستان کو یقین دلایا کہ مستقبل میں سری لنکا کی کرکٹ ٹیم پاکستان میں کرکٹ ضرور کھیلے گی۔ سری لنکا کے وزیر خارجہ نے اپنے دورۂ پاکستان پر حکومت کے اعلیٰ قائدین سے ملاقاتیں کیں جن میں پاکستان کے صدر ، وزیر اعظم ، وزیر خارجہ اور وزیر داخلہ قابل ذکر ہیں۔

سری لنکا کی حکومت کی طرح سری لنکا کی پریس نے بھی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان کے مسائل کا اندازہ کرتے ہوئے کہا کہ دہشت گردی کے معاملے میں پاکستان کو ہمیشہ تنقید کا نشانہ بنانے سے روک لگانی چاہئے۔ سری لنکا کے ایک انگریزی اخبار The Island نے لکھا کہ سری لنکا کی طرح پاکستان بھی دہشت گردی سے گزر رہا ہے اور پروپگنڈا جنگ کا شکار ہوگیا ہے۔ ایک اور انگریزی اخبار Daily News کے مطابق سری لنکا کئی ممالک کے نرغے میں اس طرح سے آگیا ہے کہ اس سے اس کی معاشی حالت خراب ہوتی جارہی ہے اور اس کی نیک نامی بگڑتی جارہی ہے۔ پاکستان میں سری لنکا کرکٹ ٹیم پر دہشت گردانہ حملے کی پشت پر تامل ٹائیگرس کی موجودگی پر شک کیا جارہا ہے۔ چونکہ ہندوستان ایک طرف سری لنکا اور پاکستان کی دوستی کو ناپسند کرتا ہے دوسری طرف سری لنکا اور چین کے مابین بہترین تعلقات کو بھی ناپسند کرتا ہے۔ اس طرح ہندوستان پاکستان سے بھی معاملاتی پیچیدگیاں رکھتا ہے اس لئے ہندوستان کی کوشش یہی ہوگی کہ لاہور میں سری لنکا کی کرکٹ ٹیم کے خلاف ہوئی دہشت گردی کو پاکستان سے جوڑ کر یہی ثابت کرے کہ پاکستان اپنے ملک میں دہشت گردی پر قابو پانے میں ناکام ہو رہا ہے۔

سری لنکا کی ایک ویب سائٹ کی طرف سے یہ کہا جارہا ہے کہ ممکن ہے کہ سری لنکا کرکٹ ٹیم پر دہشت گردانہ حملے میں پس پردہ ایل ٹی ٹی ای تنظیم کی کسی بھی قسم کی کارکردگی موجود ہے لہٰذا یہ ضروری ہے کہ لاہور دہشت گردانہ حملے میں ایل ٹی ٹی ای کے ملوث ہونے کے امکانات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے جیسا کہ سری لنکا کے وزیر خارجہ نے کہا ہے۔ سری لنکا کی حکومت اور سری لنکا پریس کی سوچ میں ایک مشترکہ عنصر یہ بھی ہے کہ ہندوستان نہیں چاہتا کہ سری لنکا کے دوستانہ تعلقات پاکستان اور چین سے بنے رہیں۔ حالانکہ ہندوستان جانتا ہے کہ بعض شعبوں میں سری لنکا کے تعلقات پاکستان اور چین سے ہیں جن سے اسے معاشی تعاون اور امداد اور ایل ٹی ٹی ای کے خلاف جنگ میں سری لنکا کو ملٹری کے شعبے میں امداد ملتی ہے۔ اسی وجہ سے ہندوستان نہیں چاہتا کہ سری لنکا اور پاکستان میں تعلقات بنے رہیں اور اس سے سری لنکا کو تعاون و اشتراک و امداد ملتی رہے۔ اس لئے یہ بھی ممکن ہے کہ پاکستان لاہور میں سری لنکا کرکٹ ٹیم پر دہشت گردانہ حملے کا ایک سبب ہندوستان ہو!

مختصر الفاظ میں لاہور پاکستان میں ہوئے دہشت گردانہ واقعے پر سری لنکا کی حکومت اور پریس میں مشترکہ سوچ سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سری لنکا دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان کی کارکردگی کو مثبت انداز میں لیتے ہوئے دہشت گردی کے متعلق مسائل کا فہم رکھتا ہے اور پاکستان پر یہ واضح کرنا چاہتا ہے کہ پاکستان اور دہشت گردی کے مسئلے پر سری لنکا کا جو اپنا انداز فکر ہے اس کا اپنا نقطۂ نظر ہے جو ہندوستان کی کانگریسی یو پی اے حکومت کی سوچ سے مختلف ہے۔ سری لنکا پاکستان کے خلاف پروپگنڈا جنگ میں نہ تو شامل ہونا چاہتا ہے اور نہ ہی اسے پسند کرتا ہے۔ پاکستان کے صدر نے سری لنکا کے وزیر خارجہ کو پورا یقین دلایا کہ تحقیقات کے ذریعے اس حملے میں ملوث افراد کو بے نقاب کیا جائے گا تاکہ دہشت گردی کے پس منظر میں پوشیدہ عزائم سے پردہ اٹھایا جائے۔

●●

پاکستان، ایران اور افغانستان کا سہ فریقی اجلاس

اسلام آباد۔ ٨؍اپریل کو پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں پاکستان، ایران اور افغانستان کے سینئر حکام کا سہ فریقی اجلاس ہوا جس میں تینوں ملکوں کے درمیان اقتصادی تعاون بڑھانے کے علاوہ باہمی دلچسپی کے مختلف امور پر بات چیت ہوئی۔ اجلاس میں پاکستان کی طرف سے سکریٹری خارجہ سلمان بشیر، ایران سے نائب وزیر خارجہ محمد مہدی اخوند زادہ اور افغانستان کی طرف سے بھی نائب وزیر خارجہ محمد کبیر الفراہی نے شرکت کی۔

اجلاس میں گزشتہ ماہ ایران میں اقتصادی تعاون کی تنظیم کے سربراہ اجلاس میں ہونے والے فیصلوں پر بھی غور ہوا جس میں تینوں ملکوں کے سربراہان نے شرکت کی تھی۔ ایران کے نائب وزیر خارجہ نے اجلاس کے اختتام پر صحافیوں سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ بات چیت میں تینوں ملکوں کے وفود نے آئندہ کابل میں ہونے والے اقتصادی تعاون تنظیم کے وزرائے خارجہ اجلاس کا ایجنڈا بھی تیار کیا۔

حال ہی میں صدر بارک حسین اوباما کی طرف سے ایران کے ساتھ تعلقات کے نئے دور کے آغاز کی پیشکش پر پوچھے گئے سوال کے جواب میں ایرانی نائب وزیر خارجہ نے کہا کہ ان کا ملک نئی امریکی انتظامیہ کے رویے میں مختلف معاملات پر اس تبدیلی کا منتظر ہے جس کا اس نے وعدہ کیا تھا۔ اخوند زادہ کا کہنا تھا کہ ایران امریکی پالیسی کے حوالے سے صورتحال کا جائزہ لے رہا ہے جس کے بعد مناسب انداز میں جواب دیا جائے گا۔

اس سوال پر کہ خطے میں دہشت گردی اور انتہا پسندی کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے علاقائی ملک کیا کردار ادا کرسکتے ہیں، ایرانی عہدیدار نے کہا کہ تینوں ملکوں کے عوام کو متحد ہوکر یہ پیغام دینا ہے کہ عسکریت پسند ان کے قدیم برادرانہ رشتے اور تہذیب و ثقافت پر اثر انداز نہیں ہوسکتے۔ اخوند زادہ نے کہا کہ قریبی اقتصادی تعاون کا فائدہ عوام کو پہنچانا ضروری ہے جس سے ان کے مطابق خطے میں مایوسی کا احساس کم ہوگا اور ترقی کا عمل تیز ہوگا۔

جنگ کے لئے اوباما کو مزید رقم درکار

واشنگٹن۔ امریکہ کے صدر بارک حسین اوباما نے کانگریس سے کہا ہے کہ وہ رواں برس میں عراق اور افغانستان میں جاری امریکی مہم کے لئے مزید تراسی اعشاریہ چار ارب ڈالر فراہم کرنے کی منظوری دے۔ ایوان کے نام اپنے ایک خط میں امریکی صدر نے کہا کہ یہ جنگ سے متعلق ان کی آخری طے شدہ اضافی امداد ہوگی۔ خیال رہے کہ صدر جارج ڈبلیو بش کے دور میں بارک اوباما اس قسم کی امداد کی مخالفت کرتے رہے ہیں۔ صدر اوباما کے مطابق یہ رقم افغانستان میں نئی امریکی حکمت عملی کے نفاذ اور عراق سے جنگجو افواج کی کمی کے لئے استعمال کی جائے گی۔ انھوں نے اپنے خط میں کہا ہے کہ اس رقم کا پچانوے فیصد حصہ امریکی محکمہ دفاع کو جائے گا اور اسے عراقی عوام کی جانب سے اپنا مستقبل اپنے ہاتھ میں لینے اور افغانستان میں القاعدہ کو روکنے، اسے شکست دینے اور نیست و نابود کرنے کی کوششوں کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ خبررساں ادارے ایسوسی ایٹیڈ پریس کے مطابق صدر بارک اوباما کی یہ درخواست ڈیموکریٹک اکثریتی کانگریس سے بآسانی منظوری حاصل کرلے گی باوجود اس کے کہ کچھ لوگ فوجوں کی واپسی کی رفتار سے خوش نہیں۔ اے پی کا یہ بھی کہنا ہے کہ تراسی ارب ڈالر کی رقم میں سے تقریباً ٧٦ ارب ڈالر امریکی محکمہ دفاع اور سات ارب سے زائد غیر ملکی امداد کے لئے مختص ہیں۔ اس امداد میں پاکستان کے لئے تجویز کردہ ایک ارب اسی کروڑ ڈالر کی امداد بھی شامل ہے۔

اگر کانگریس اس رقم کی منظوری دے دیتی ہے تو ۲۰۰۹ء کے لئے منظور شدہ رقم تقریباً ڈیڑھ سو ارب ڈالر ہوجائے گی۔ امریکی کانگریس نے ۲۰۰۷ء میں اس مد میں ایک سو کہتر ارب جبکہ ۲۰۰۸ء میں ایک سو اٹھاسی ارب ڈالر کی منظوری دی تھی۔ امریکی کانگریس کی تحقیقاتی سروس کے مطابق اس نئی امداد کی منظوری سے تمبر ۲۰۰۱ء کے حملوں کے بعد سے عراق اور افغانستان میں جنگوں پر کئے جانے والے امریکی اخراجات تقریباً ایک ٹریلین ڈالر تک پہنچ جائیں گے۔

امریکی تنصیبات پر سائبر حملے کا خدشہ

امریکی حکومت نے تسلیم کیا ہے کہ ملک کو بجلی فراہم کرنے والی تنصیبات سائبر حملے کی زد میں ہیں۔ یہ بات ان اطلاعات کے بعد کہی گئی ہے جس کے مطابق غیر ملکی سائبر جاسوسوں نے بجلی کے نظام تک رسائی حاصل کرلی ہے۔ وال اسٹریٹ جرنل میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق بجلی کے نظام میں غیر قانونی طور پر سرایت کرنے والوں میں چین اور روس کے جاسوس ملوث ہیں۔ یہ بجلی فراہم کرنے والے نظام میں ایک ایسا سافٹ ویئر داخل کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں جس سے بجلی کی فراہمی معطل کی جاسکتی ہے۔ امریکہ کی ہوم لینڈ سیکورٹی کے سکریٹری، جینٹ نوپلوٹینو، نے کہا ہے کہ وہ پہلے سے جانتے تھے کہ گزشتہ کئی سال سے بجلی کا نظام سائبر حملے کی زد میں ہے، کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اس سائبر کی دنیا میں اضافہ ہونے کی وجہ سے سیکورٹی کے خدشات میں اضافہ ہوگیا ہے۔ انھوں نے بجلی کے نظام میں جاسوسی کے لئے سافٹ ویئر داخل ہونے پر تبصرہ کرنے سے انکار کیا تاہم سیکورٹی ماہرین کا کہنا ہے کہ ان رپورٹس پر انہیں کوئی حیرت نہیں ہوئی ہے۔ سیکورٹی کے معاملات پر نظر رکھنے والوں کا کہنا ہے کہ ملک کو بجلی فراہم کرنے والی تنصیبات میں مداخلت کے پیچھے چین اور روس کی ایک سوچ یہ ہوسکتی ہے کہ اس حکمت عملی کے ذریعے امریکہ کے اثر کو محدود کیا جاسکتا ہے یا ضرورت پڑنے پر نقصان پہنچایا جاسکے۔ ہارورڈ یونیورسٹی کے ایرک روز نیچ کا کہنا ہے کہ چین نے اس بات کو سمجھ لیا ہے کہ آپ ایک ایسی حکمت عملی کے ذریعے دوسرے ممالک کی خامیوں سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں یا کوئی ضرر پہنچا سکتے ہیں جس کی وجہ سے نہ محاذ آرائی ہو اور نہ ہی کوئی بین الاقوامی تنازعہ کھڑا ہوجائے۔

امریکی صدر بارک حسین اوباما نے ذمہ داریاں سنبھالنے کے فوراً بعد سائبر سیکورٹی کی اہمیت کے مدنظر احکام جاری کئے ہیں کہ سائبر سیکورٹی کے معاملات کا جامع جائزہ لیا جائے۔ ہوم لینڈ سیکورٹی کے اہلکار بنی تھامسن نے کہا ہے کہ بجلی کی تنصیبات کی سیکورٹی کی خامیوں پر قابو پانے کے لئے جلد قانون سازی کی جائے گی۔ واضح رہے کہ گزشتہ سال جاری ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق چین نے امریکہ کی حساس معلومات تک رسائی کی کوشش کی تھی۔

خلا میں بھی جگہ کم پڑ گئی

اس سال دس فروری کو ایک روسی سٹیلائٹ ایک امریکی خلائی گاڑی میں جاٹکرائی جس سے ان دونوں کے ہزاروں خلا میں بکھر گئے۔ اس وقت ماہرین کے نزدیک ایسے کسی واقعے کا امکان لاکھوں نہیں بلکہ شاید اربوں میں ایک تھا۔ ماہرین کافی عرصے سے کہہ رہے تھے کہ خلا میں رش بڑھ رہا ہے اور نتیجتاً ان کے خیال میں خلائی تصادم کے امکان میں بھی اضافہ ہورہا تھا۔ حالیہ دو برسوں میں کئی واقعات نے خلا میں غیر ضروری اشیاء یا خلائی کوڑے کی موجودگی کے مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جنوری ۲۰۰۷ء میں چین نے سیارچوں کو نشانہ بنانے والے نظام کا تجربہ کرنے کے لئے امریکی فوج کے مطابق اس تجربے میں پچیس ہزار ٹکڑے خلا میں بکھر گئے تھے جو اس نظام کے قریب موجود سیارچوں کیلئے خطرہ ہیں۔ فروری ۲۰۰۸ء میں اپنے راستے بھٹک جانے والی ایندھن سے لدی ایک خلائی گاڑی کو اس سال بارہ مارچ کو تقریباً ایک سنٹی میٹر بڑے ٹکڑے کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر بین الاقوامی خلائی اسٹیشن میں موجود خلا باز وہاں سے انخلا کے لئے موجود روسی کیپسول میں منتقل ہوگئے تھے۔

ایک اندازے کے مطابق زمین کے مدار میں اٹھارہ ہزار ایسے ٹکڑے ہیں جو دس سنٹی میٹر سے بڑے ہیں لیکن اس سے چھوٹے سائز کے ٹکڑوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ ستائیس ہزار کلومیٹر فی گھنٹے کی رفتار سے تیرتے ہوئے یہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بھی کسی سیارچے کو تباہ کرسکتے ہیں یا خلا میں چہل قدمی کرتے کسی خلاباز کی جان لے سکتے ہیں۔ اس لئے جیسے خلا میں کوڑے میں اضافہ ہورہا اسی حساب سے تصادم کا خطرہ بھی بڑھ رہا ہے۔ امریکہ کے پاس زمین کے مدار میں تیرتے ہوئے ٹکڑوں کا پتہ چلانے کا سب سے بہترین نظام ہے۔ اس کی فوج کے دنیا بھر میں پچیس ایسے مراکز ہیں جہاں سے وہ خلائی کوڑے کرکٹ پر نظر رکھ سکتی ہے۔

روس اسرائیل سے ڈرون طیارے خریدے گا

ماسکو۔ روس کے ایک سینئر دفاعی عہدیدار نے کہا ہے کہ روس نے بغیر پائلٹ کے اڑنے والے ڈرون طیاروں کی خرید کے لئے اسرائیل کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط کئے ہیں۔ روسی نیوز ایجنسی نے نائب وزیر دفاع ولادی میر پوپوکن کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ روس نے ایک اسرائیل کمپنی سے نامعلوم تعداد میں ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اڑنے والے ڈرون طیاروں کی خرید کے معاہدے پر دستخط کئے ہیں۔ انھوں نے کمپنی کا نام نہیں بتایا، تاہم نامہ نگار کا کہنا ہے کہ وہ دفاع سے متعلق ملک کا سب سے بڑا حکومتی ملکیتی ادارہ 'اسرائیل ایرواسپیس انڈسٹری' ہے۔ نیوز ایجنسی کا کہنا ہے کہ معاہدے کی مالیت تقریباً پانچ کروڑ ڈالر ہے۔ دفاعی تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ پچھلے سال جارجیا کی جنگ کے دوران روسی فوجی عہدیدار جارجیا کے ان ڈرون طیاروں کی کارکردگی سے متاثر ہوئے تھے جو اس نے اسرائیل سے خریدے تھے۔ روسی نائب وزیر دفاع نے کہا ہے کہ روس ڈرون طیاروں کو لڑائی میں استعمال کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا بلکہ وہ مقامی طور پر بغیر پائلٹ کے اڑنے والے طیاروں کی پیداوار میں اپنی صلاحیت کو بہتر بنانا چاہتا ہے۔

امریکہ کی اسلام سے جنگ نہیں ہے اور نہ کبھی ہوگی

انقرہ۔ امریکی صدر بارک اوباما نے انتخاب کے بعد مسلم ملک کے اپنے پہلے دورے میں ترکی کی پارلیمنٹ کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ امریکہ اسلام سے برسرپیکار نہیں ہے اور نہ کبھی ہوگا۔ انھوں نے امریکہ اور عالم اسلام کے درمیان قریبی اشتراک پر زور دیا اور کہا کہ یہی القاعدہ کے خاتمے کا راستہ ہے۔ صدر اوباما نے کہا کہ امریکہ فلسطینی مملکت کے قیام کا حامی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اسرائیل اور فلسطین کی مملکتیں امن اور سلامتی کے ساتھ ایک دوسرے کے شانہ بشانہ زندگی بسر کریں۔ صدر اوباما کے ترکی کے دورے کا مقصد عالم اسلام سے امریکہ کے تعلقات کی تجدید بتایا جاتا ہے جو عراق اور افغانستان کی جنگوں کی وجہ سے سخت کشیدگی کا شکار ہیں۔ اوباما نے اس خواہش کا بھی اظہار کیا ہے کہ ترکی عالم اسلام اور امریکہ کے درمیان کشیدگی کے خاتمے کے لئے مؤثر رول ادا کرے۔

ایس آئی او آف انڈیا کی جانب سے طلبہ منشور کا اجراء

نئی دہلی۔ سماجی انصاف اور انسانی اقدار کی بنیاد پر ملک کے موجودہ تعلیمی ڈھانچے کی نئی صورت گری کی جائے۔ یہ مطالبہ اسٹوڈنٹس اسلامک آرگنائزیشن آف انڈیا کے جاری کردہ طلباء کے منشور میں کیا گیا ہے۔ پریس کلب آف انڈیا میں منشور برائے طلباء جاری کرتے ہوئے آرگنائزیشن کے کل ہند صدر کے کے سہیل نے میڈیا سے گفتگو کے دوران کہا کہ منشور ملک کے تمام طلباء برادری کی آواز ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ ملک کا تعلیمی نظام آج بھی کم و بیش بنیادی طور پر وہی ہے جو برطانوی دور حکومت میں تھا۔ اس نظام تعلیم میں اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ ایسے انسانی وسائل اور افراد پیدا کئے جائیں جو صرف صنعت کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہوں۔ یہ طرز تعلیم معاشرے میں صنعتی رجحان کو فروغ دیتا ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ سماجی انصاف کی بنیاد پر نظام تعلیم کی نئی صورت گری کی جائے۔ اس وقت معاشرے میں اقتصادی بنیاد پر ایک ایسا سماجی نظام تشکیل ہورہا ہے جس میں اب وہی لوگ معیاری تعلیم حاصل کرسکیں گے جو اقتصادی طور پر مضبوط ہوں گے۔ مسٹر سہیل نے کہا کہ تعلیم کے میدان میں غیر ملکی سرمایہ کاری کا ازسرنو جائزہ لینا چاہئے۔ نیز ملک کے مختلف مقامات پر حالیہ دنوں میں ہونے والے بم دھماکوں اور اس کے سلسلے میں بے گناہ شہریوں کی گرفتاری کی منصفانہ جانچ کی جائے۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی کردار کی بحالی کا پرزور مطالبہ کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ ان اداروں کے اقلیتی کردار کو بلاتاخیر بحال کیا جائے۔ جناب کے کے سہیل نے رنگناتھ مشرا کمیشن کی سفارشات جس کے تحت مسلم اقلیتوں کو ریزرویشن دینے کی بات کہی گئی ہے جلد از جلد نافذ کرنے کا مطالبہ کیا۔ انھوں نے واضح کیا کہ طلباء کا یہ منشور کوئی سیاسی منشور نہیں ہے بلکہ یہ طلباء کی طرف سے سیاسی جماعتوں اور نمائندوں کی یاددہانی کے لئے ہے۔ ہم اسی سیاسی جماعت یا نمائندے کی حمایت کریں گے جو ہمارے مطالبات پورا کرنے کی یقین دہانی کرائے گا۔ یہ ملک کی تمام طلباء برادری کی جانب سے ایک پیغام ہے۔ اس موقع پر ایس آئی او کے جنرل سکریٹری عبدالرفیق اور سکریٹری شہنواز علی ریحان کے علاوہ بڑی تعداد میں طلباء موجود تھے۔

مالیاتی بحران کی وجہ سے دنیا بھر میں تیل کی طلب میں کمی

توانائی کے ممتاز ماہرین نے کہا ہے کہ عالمی معیشت کو کساد بازاری سے نکالنے کے لئے اس سے زیادہ وقت لگ سکتا ہے جتنا کہ پہلے اندازہ لگایا گیا تھا اور یہ کہ وہ اس سال کے لئے تیل کی طلب کے اندازوں میں کمی کریں گے۔

٨؍اپریل کو انٹرنیشنل انرجی ایجنسی نے اپنی تازہ ترین پیش گوئی میں کہا ہے کہ ۲۰۰۹ء میں تیل کی طلب ۲۰۰۸ء کے مقابلے میں چوبیس لاکھ بیرل یومیہ کم ہوگی اور ماہرین کا کہنا ہے کہ تیل کی عالمی طلب کم ہوکر ایک کروڑ ۳۴ لاکھ بیرل یومیہ رہ جانے کی توقع ہے۔ انٹرنیشنل انرجی ایجنسی کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ امکان ہے کہ اس سال معیشت مزید سکڑے گی اور ۲۰۱۰ء تک بحال ہونا شروع نہیں ہوسکے گی۔ یہ رپورٹ اس سے قبل کی پیش گوئیوں کے الٹ ہے جن میں اس سال عالمی معیشت میں قدرے بہتری کا اندازہ لگایا گیا تھا۔ آئی ای اے نے خبردار کیا ہے کہ طلب میں کمی کے باعث تیل کی قیمتوں میں کمی ہوسکتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تیل کی تلاش کے لئے سرمایہ کاری میں بھی کمی آسکتی ہے۔ تیل کے نئے کنوؤں کی تلاش کا کام رکنے سے اس وقت تیل کی فراہمی پر بوجھ پڑ سکتا ہے اور اس کی قیمتیں بڑھ سکتی ہیں۔

امریکی بحری جہاز کے کپتان کو بازیاب کرا لیا گیا

واشنگٹن۔ پانچ روز تک صومالی قزاقوں کے نرغے میں پھنسے رہنے کے بعد امریکی مال بردار جہاز کے کپتان رچرڈ فلپز کو اتوار (۱۲؍اپریل ۲۰۰۹ء) کے روز بازیاب کرالیا گیا۔ امریکی بحریہ کے ایک ترجمان لیفٹننٹ کمانڈر جان ڈینیلز نے نامہ نگاروں سے بات کرتے ہوئے اس بات کی تصدیق کی۔ عہدیداروں نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ فلپز کو بارہ اپریل کو ہونے والی امریکی بحریہ کی ایک کارروائی میں چھڑا لیا گیا جس میں چار قزاقوں میں سے تین قزاق ہلاک ہوگئے۔

قزاقوں نے امریکی بحریہ کے کپتان کو صومالی ساحل سے پرے ایک لائف بوٹ میں یرغمال بنایا ہوا تھا۔ اس آپریشن کی تفاصیل موصول نہیں ہوئیں۔ تاہم عہدیداروں کا کہنا ہے کہ فلپز زخمی نہیں ہوئے اور اس وقت امریکی بحریہ کے بیڑے یو ایس ایس برین برج کے نیوی کے جہاز پر سوار ہیں۔

صومالی قزاقوں نے فلپز کو بدھ کے روز (٨؍اپریل کو) یرغمال بنالیا تھا، جس سے پیشتر انھوں نے 'مارسک الاباما' نامی بحری جہاز کو اغوا کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔ بحری جہاز کا عملہ اس وقت کینیا کے شہر ممباسا میں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ کپتان نے ان کی جان بچانے کے لئے اپنے آپ کو اغواکاروں کے حوالے کردیا تھا۔ بحری جہاز افریقہ کے مہاجرین کے لئے انسانی بنیادوں پر خوراک کی امداد لے کر جارہا تھا۔

ناٹو کی رسد سپلائی پر حملہ

پشاور۔ صوبہ سرحد کی راجدھانی پشاور میں حکام کا کہنا ہے کہ نامعلوم مسلح افراد نے افغانستان میں تعینات اتحادی افواج کے لئے سامان لے جانے والی گاڑیوں کے ٹرمنل پر ایک اور حملہ کیا ہے جس سے سترہ گاڑیوں کو نقصان پہنچا ہے۔ پولیس کے مطابق یہ واقعہ سنیچر اور اتوار کی درمیانی رات یکہ توت پولیس اسٹیشن کی حدود میں رنگ روڈ پر پیش آیا۔ یکہ توت کے ڈی ایس پی طارق سہیل نے بتایا کہ نامعلوم سمت سے آنے والے تقریباً سو سے ڈیڑھ سو تک مسلح افراد ناٹو افواج کے لئے سپلائی لے جانے والی گاڑیوں کے تین اڈوں عاصم، پک کابل اور امان اللہ ٹرمنل میں داخل ہوگئے اور وہاں موجود گاڑیوں کو تیل چھڑک کر آگ لگا دی۔ انھوں نے کہا کہ اطلاع ملنے پر پولیس کی بھاری نفری بکتر بند گاڑی سمیت جائے وقوع پر پہنچی اور فائرنگ کے تبادلے کے بعد مسلح افراد نامعلوم مقام کی طرف فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ انھوں نے کہا کہ آگ سے سترہ گاڑیوں کو جزوی نقصان پہنچا ہے جن میں کنٹینرس اور سیمنٹ سے بھرے ٹرک شامل ہیں جو افغانستان بھیجے جارہے تھے۔ ان کے مطابق فائر بریگیڈ کے عملہ کے بروقت پہنچنے پر آگ پر قابو پالیا گیا جس سے گاڑیاں مکمل طور پر تباہ ہونے سے بچ گئیں۔ ڈی ایس پی کے بقول حملہ آور خالص 'پشاوری پشتو' میں بات چیت کر رہے تھے جن میں کم عمر لڑکے بھی شامل تھے۔ انھوں نے کہا کہ فائرنگ سے ٹرمنلوں کے چار مخالفین بھی معمولی زخمی ہوئے ہیں۔ تاحال کسی تنظیم نے اس حملے کی ذمہ داری قبول نہیں کی ہے۔ پشاور میں اتحادی افواج کو سامان و رسد لے جانے والی گاڑیوں کے اڈوں پر گزشتہ چند ماہ سے حملوں کا سلسلہ جاری ہے جن میں اب تک ایک اندازے کے مطابق تقریباً چار سو گاڑیوں کو تباہ کیا گیا ہے۔ ان میں چند حملوں کی ذمہ داری کالعدم تحریک طالبان پاکستان نے قبول کرلی تھی۔ تحریک کے ترجمان نے بتایا کہ جب تک قبائلی علاقوں میں امریکی جاسوس طیاروں کے حملے بند نہیں ہوتے وہ ناٹو کی سپلائی لائن کاٹتے رہیں گے۔

لوک سبھا الیکشن کا اعلان ہوتے ہی چھوٹی بڑی موسمی سیاسی، غیر سیاسی پارٹیاں برساتی مینڈک کی طرح ٹرانے لگی ہیں۔

کوئی پی ایم بننے کا خواب دیکھ رہا ہے بلکہ کرٹھونک کر اپنے ایم پی ہونے کا اعلان کر رہا ہے تو کوئی ڈپٹی پی ایم؟ کوئی شرم حضوری اس سوال پر صرف مسکرا کر چپ ہے۔ طرفہ تماشا یہ کہ ملک ہندوستان جو دنیا کے نقشے پر تیسری طاقت بن کر ابھرنے کے لئے پر تول رہا ہے۔ اس کے عوام کو ہوش وحواس سے بالکل بیگانہ سمجھ لیا گیا ہے۔ ان سیاستدانوں کی منطق ان کا فلسفہ اور ان کا مینوفیسٹو ہی اہم ہے۔ باقی پورے عوام تو بے چارے بے چوں وچرا ان کے حامی ہیں۔

ہر روز کا نیا اخبار روزانہ ایک نئے گٹھ جوڑ ایک نئے سیاسی محاذ کی تصویر پیش کرتا ہے جس میں مختلف لیڈر جو اب تک ایک دوسرے پر کیچڑ اچھال رہے تھے گالیاں دیتے اور پارلیمنٹ میں ایک دوسرے پر کرسیاں توڑتے رہے تھے۔ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے یوں کھڑے ہوتے ہیں جیسے کبھی کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ آخر ان سیاستدانوں نے عوام کی یادداشت کو اتنا کمزور کیوں سمجھ لیا ہے؟

دوسری طرف محترمہ بی اے ہیں (خدا بہتر جانتا ہے۔ ہم نے ان کا بایوڈاٹا تو دیکھا ہے نہیں) مختلف بانہوں سے پھسلتے پھسلتے کرسی تک تو پہنچ گئیں اور اب خدا جھوٹ نہ کہلوائے کرسی اعلیٰ پر بیٹھنے کے خواب دیکھ رہی ہیں۔ کوئی انہیں بتائے کہ اس کرسی پر بیٹھنے کے لئے صرف خواہش اور شوق ہی کافی نہیں ہے۔ اس کے لئے سوجھ بوجھ، بہترین قوت فیصلہ، حق پسندی اور بین الاقوامی شعور کی آبیاری بھی ضروری ہے۔ لیکن ان کے ارد گرد جمع لوگ تو انہیں یہی باور کرا رہے ہیں "یوپی تو ہماری ہے اب دلی کی باری ہے"۔ اور یہ لوگ ان سے جو کچھ اس عرصے میں لوٹ کھسوٹ سکتے ہیں پانچوں انگلیوں سے اینٹھ رہے ہیں اور ہم خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں جیسے اس مال مسروقہ پر کسی اور کا اور خاص طور پر عوام کا کوئی حق ہی نہیں ہے۔ اور پھر ہم مسلمان ٹھہرے فراخدل۔ کسی سے لڑتے جھگڑتے نہیں ہیں۔ ایسے موقعوں پر چپ رہتے ہیں۔ چاہے ہمارا حق کوئی مار لے۔ ہمارے حصے سے ہمیں محروم ہوجانا پڑے۔ ہم حاشیے پر پہنچا دیئے جائیں۔ چند اعلیٰ صفات اور ہیں ہم مسلمانوں میں۔ اگر کہیں انکاؤنٹر ہوجائے یا کوئی بے قصور نوجوان چھ سات سال کے لئے جیل کی سلاخوں کے پیچھے پہنچا دیا جائے تو سب کچھ جانتے ہوئے سب کچھ سمجھتے ہوئے بھی ہم اپنی زبان بند رکھتے ہیں کہ کہیں وہ ہتھکڑیاں ہماری کلائیوں میں نہ لگا دی جائیں۔ اگر کہیں جائے واقعے پر ہمارا لال موجود ہوگا تو ہم اس کو تاکید کریں گے: "چپ رہیو، زبان مت کھولیو ورنہ تجھے ہی اٹھا کر لے جائیں گے"۔ کوئی بے گناہ پابند سلاسل ہوجائے، کسی بے قصور کا انکاؤنٹر ہوجائے تو کیا تاریخ رقم کرنے اور داستانیں گھڑنے سے مسئلہ حل ہوجائے گا؟ جبکہ چشم دید گواہ چپ سادھ لیں صرف اس لئے کہ ہمارے ہاتھ آزاد رہیں، اچھا ہے ہماری صلیب کوئی اور اپنے سینے پر اٹھا لے۔

امیدواروں کے ناموں کا اعلان مختلف سیاسی و نیم سیاسی پارٹیوں کی طرف سے ہو رہا ہے جو جتنا بڑا مجرم ہے جو جتنا زیادہ بدنام زمانہ ہے اس کو اسی لحاظ سے حلقے تقسیم ہو رہے ہیں۔ اب فہرست کیا پیش کریں روزانہ کوئی نہ کوئی نام منظر عام پر آجاتا ہے۔ ان کے کوائف پر غور کریں اور خود فیصلہ کیجئے۔

کوئی بھی شخص کسی پارٹی کو چھوڑ کر کسی دوسری پارٹی میں شامل ہوتا ہے تو وہ اپنی داخلی خباثتیں اور شر کو لے کر اس پارٹی میں داخل ہوتا ہے۔ پارٹی کے پاس کوئی جادوئی لاٹھی نہیں ہوتی کہ وہ قلب ماہیت کرلے۔ کچھ دنوں کے بعد ہی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہونے لگتا ہے۔ یہ ایک بار کا نہیں ہر بار کا تجربہ ہے۔ پھر بھی ہم ہر الیکشن کے زمانے میں دل بدلی کے وقت

مسلمانوں کو لوگوں کا اعتماد حاصل کرنا چاہئے

ڈاکٹر بازغہ تبسم (علی گڑھ)

خاموش تماشائی بنے رہتے ہیں اور اپنے چھوٹے چھوٹے مفادات اور ذاتی فائدوں کے لئے اصل میں ہم بھی بک جاتے ہیں۔ اور اسی کا خمیازہ مسلمان آزادی کے بعد سے آج تک بھگت رہے ہیں۔ کیا ان حالات میں جبکہ ہم بالکل مجبور کردیے گئے ہیں۔ نچلی سے نچلی سطح پر پہنچا دیئے گئے ہیں، اپنے چھوٹے چھوٹے مسائل مثلاً کھیت کے کنویں، ایم ایل اے کی کرسی (چاہے کسی پارٹی سے ہاتھ آجائے چاہے کوئی ڈرامہ رچا کر عوام میں واہ واہ ہوجائے) بیٹی کی شادی کے لئے بینک بیلنس، کاروباری فائدوں کے لئے بہت سے چلتے پرزوں کی Good book میں رہنے کے لئے کب تک exploit ہوتے رہیں گے۔ اب تو اغیار کے پاس ہمارا کوئی وزن بھی نہیں رہ گیا۔ اب تو خاص حالات میں بھی ہمیں کوئی نہیں پوچھتا۔ ہم نے بھی تو کسی مومنانہ کردار کا مظاہرہ بھی نہیں کیا۔

کیا اتنے بڑے ملک میں چند مسلمان بھی ایسے نہیں ہیں جو اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرسکیں؟ جو اس مجرمانہ خاموشی کو توڑ سکیں؟ کیا چند صالح افراد بھی ایسے نہیں ہیں جو اگر اٹھ کھڑے ہوں تو لوگ ان کے اخلاق کی، ان کے قوت فیصلہ کی، ان کی رواداری کی گواہی دیں۔ ان کی آواز پر لوگ جمع ہوجائیں۔ ان کی راہ میں خون نہ بہائیں لیکن ووٹ تو دے ہی سکتے ہیں۔ اتنا اعتماد اتنا بھروسہ بلا مذہب وملت کسی مسلم امیدوار (Candidate) کو حاصل ہے؟

مسلمانوں میں فی زمانہ اس کی ضرورت شدید ہے کہ چند ہی سہی باصلاحیت، باحوصلہ، سوجھ بوجھ رکھنے والے افراد فلاح عامہ کے کاموں میں اپنے آپ کو لگا دیں۔ خدمت خلق کرنے والوں کی مسلمانوں میں کمی نہیں ہے۔ لیکن کسی اعلیٰ مقصد اور منظم منصوبے کے تحت جیسا کہ مسلمانوں کا مزاج نہیں ہے کوئی کام نہیں ہوتا۔

یہ افراد (صالح) بلا مذہب وملت ہر ایک کے کام آئیں، لوگوں کا دل جیتیں، لوگوں کے روزمرہ کے مسائل لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے پیش پیش رہیں۔ بلا کسی غرض اور مقصد نہاں کے بغیر صرف مرضیٔ الٰہی کی خاطر، تو لوگ ان پر اعتماد کریں گے۔ ان کے گرد جمع ہوں گے۔ انہیں اپنا رہنما اور لیڈر مانیں گے۔ انہیں سرآنکھوں پر بٹھائیں گے۔ ایسے وقت میں ان کے اندر کسی قسم کا غرور پیدا نہ ہو۔ ان کے قدم نہ ڈگمگائیں۔ مقصد اعلیٰ میں جھول نہ آئے۔

پھر اس بار نہیں (کہ وقت گزر چکا) تو آئندہ اور آنے والے انتخابات میں یقیناً صورتحال تبدیل ہوگی۔ ●●

صنعت وتجارت

آئس کریم کی تیاری

ایم اے پرویز

جیسے ہی موسم سرما ختم ہوتا ہے اور گرمی شروع ہوتی ہے، گلی کوچوں میں ہرسو آئس کریم فروخت کرنے والوں کی ٹرالی گھومتی پھرتی نظر آنے لگتی ہیں۔ پھر کیا بڑے کیا چھوٹے سبھی ایک صف میں نظر آتے ہیں۔ جب آفتاب پورے آب وتاب سے چمک رہا ہو، گرم ہواؤں سے چہرے جھلس رہے ہوں اور ماتھے سے پسینے کے قطرے ٹپک رہے ہوں۔ اس وقت آئس کریم سے بھرا ایک کپ مل جائے تو کیا کہنا۔ گرمی کا موسم آتے ہی پان کی چھوٹی دکان سے لے کر اسٹیشنریز کی بڑی بڑی دکانیں آئس کریمس اور دیگر مشروبات سے بھر جاتی ہیں۔ ایسا معلوم پڑتا ہے جیسے موسم گرما نہ ہو موسم مشروبات ہوا۔

گرچہ آئس کریمس اور دیگر مشروبات سب سے زیادہ گرمی کے موسم میں فروخت ہوتی ہیں بلکہ یہ کہا جائے کہ یہ موسمی کاروبار ہے تو غلط نہ ہوگا۔ لیکن دوسرے موسموں میں یہ بالکل فروخت نہیں ہوتیں یہ کہنا بھی غلط ہوگا۔ آئس کریم تیار کرنا ایک بہت ہی چھوٹی انڈسٹری ہے۔ یہ پونجی اور مشینریز کے اعتبار سے چھوٹی ضرور ہے لیکن منافع کے اعتبار سے بہت بڑی ہے۔ اس انڈسٹری کو چلانے میں منافع ہی منافع ہے۔ گرمی کے موسم میں گلی کوچوں میں آئس کریمس فروخت کرنے والے قطار لگا کر صبح سویرے آئس کریمس خریدتے اور شام ہوتے ہی ادھار پیسے واپس دے جاتے ہیں۔ اس طرح آئس کریمس تیار کرنے کا کاروبار ایک طرح سے ادھار سے پاک ہے۔ جس کی وجہ سے خام اشیاء میں لاگت کم آتی ہے۔

بازار میں بکنے والی مختلف کوالٹی کے آئس کریمس کو مختلف پیکنگ کے ساتھ مختلف ناموں سے فروخت کیا جاتا ہے۔ مثلاً: (۱) آئس کریمس لکڑی کی تیلی میں (۲) سوفٹی آئس کریمس کون کی شکل میں (۳) ملک آئس کریمس کانچ کے پیالے میں (۴) کوالٹی آئس کریمس کاغذ کے پیالوں میں (۵) معمولی آئس کریمس پولیتھن پاؤچ میں......وغیرہ۔

مذکورہ بالا تمام اقسام کی آئس کریمس کوالٹی اور پیکنگ کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں لیکن ان کو بنانے کی تکنیک ایک ہی ہے۔ بنیادی طور پر یہ سبھی مشروبات ہیں۔ جن کو مشین کے ذریعے جما دیا جاتا ہے۔ کولڈ ڈرنک اور آئس کریم کی تیاری کی تکنیک میں جو فرق ہے وہ یہ کہ کولڈ ڈرنکس کی ڈبہ و بوتل بندی کی جاتی ہے۔ بوتل میں مشروبات بہت دنوں تک محفوظ رہے۔ اس کے لئے اس میں کاربن ڈائی آکسائڈ گیس بھرا جاتا ہے۔ جبکہ آئس کریمس کے لئے تیار مشروب کو محفوظ رکھنے کے لئے برف کی طرح جما دیا جاتا ہے۔

آئس کریمس تیار کرنے کے لئے درکار مشینریز: آئس کریمس تیار کرنے کے لئے کچھ اہم مشینوں کی تفصیل بیان کی جارہی ہے: (۱) ہیوی ڈیوٹی کنڈنسنگ یونٹ (۲) فریزنگ اور اسٹوریج کیبنٹ۔

ہیوی ڈیوٹی کنڈنسنگ یونٹ:

اس مشین میں رسی پروکیٹنگ ٹائپ کے دو سیلنڈر مع کمپریشر فلائی وھیل کے لگا ہوتا ہے۔ جس کے ساتھ سکیشن اور ڈسچارج والو (Valve) بھی لگا ہوتا ہے۔ مشین سے لگا ایک کنڈنسر ہوتا ہے جو کہ الیکٹرک موٹر سے چلتا ہے۔

کنڈنسر سے منسلک ایک گیس ریسور لگا رہتا ہے۔ جس کے ذریعے وہ گیس کنڈنسر میں داخل ہوتی ہے جو نمکین پانی کو ٹھنڈا کرتی ہے۔ اس گیس کو فراؤن۔ ۱۲ کہتے ہیں یہ گیس کنڈنسر میں داخل ہوتی ہے اور یہاں سے ایک خاص دباؤ پر اس کوائل میں داخل ہوتی ہے جسے نمکین پانی سے پاس کرایا گیا ہے۔ یہ گیس ایک خاص دباؤ پر بہت ٹھنڈی ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے نمکین پانی انتہائی ٹھنڈا ہوجاتا ہے۔ کنڈنسنگ یونٹ کے ساتھ جو الیکٹرک موٹر لگے ہوتے ہیں وہ ایک تا تین ہارس پاور تک کا ہوتا ہے۔ اس مشین میں بانس کے تیلی سے لگا کر آئس کینڈی تقریباً دس ہزار کی تعداد میں روزانہ تیار کی جاسکتی ہے۔ اگر کنڈنسنگ یونٹ ایک ہارس پاور کا ہے تو اس سے تقریباً چار ہزار آئس کریمس کینڈی نکال سکتے ہیں۔

فریزنگ اور اسٹوریج کیبنٹ

کنڈنسنگ یونٹ میں فرون۔ ۱۲ گیس کی مدد سے نمکین پانی کو ٹھنڈا کیا جاتا ہے۔ آئس کریمس کو جمانے کے لئے کنڈنسنگ یونٹ سے لگا ایک کیبنٹ ہوتا ہے جو دیکھنے میں صندوق کی طرح ہوتا ہے۔ اس کی باہری سطح لکڑی یا کسی دوسرے نن کنڈکٹر میٹریل کی ہی ہوتی ہے اس کا اندرونی حصہ گلاس اول سے انسولیشن کیا ہوا ہوتا ہے جس کی موٹائی ساڑھے بارہ سنٹی میٹر ہوتی ہے اس صندوق نما کیبنٹ کے اندر لوہے سے بنی ایک ٹنکی رکھی ہوتی ہے جسے کسی پلاسٹک پینٹ سے پینٹ کردیا جاتا ہے۔ ٹنکی کے اندر نمکین پانی بھر دیا جاتا ہے۔ ٹنکی کے بیچ میں یعنی نمکین پانی میں ایک پروپیلر ٹائپ کا پنکھا لگا رہتا ہے جسے ایک چوتھائی ہارس پاور موٹر سے چلایا جاتا ہے۔ پنکھا چلتے رہنے سے نمکین ٹھنڈا پانی ٹنکی میں یکساں چاروں طرف پھیل جاتا ہے۔ نمکین پانی کے اندر تانبے کا کوائل لگا رہتا ہے جس میں فراؤن گیس بہت ٹھنڈی ہوکر آتی ہے اور اس گیس کی توسط سے نمکین پانی انتہائی ٹھنڈا ہوجاتا ہے۔ اب یہ ٹھنڈا پانی کیبنٹ کے اندر رکھے سانچے میں تیار شدہ مشروب کو ٹھنڈا کرکے جما دیتا ہے۔ آئس کنڈی جمانے کے لئے سانچوں کا سیٹ ہوتا ہے۔ ایک سیٹ میں عام طور سے دو درجن سانچے ہوتے ہیں۔ ایک ایک سیٹ ایک ایک مولڈ گائڈ میں رکھ دیا جاتا ہے۔ دس منٹ میں آئس کینڈی جم جاتی ہیں۔ ان جمی ہوئی آئس کنڈی کو سانچوں سے نکال کر اسٹوریج ٹینک میں رکھ دیا جاتا ہے جہاں وہ پگھلتی نہیں اور اصلی حالت میں رہتی ہیں۔

آئس کریمس بنانے کی مذکورہ بالا مشینیں بہت معمولی ہوتی ہیں اور مختلف سائز میں، مختلف صلاحیت کی بازار میں دستیاب ہیں۔ کنڈنسنگ یونٹ اور فریزر و اسٹوریج یونٹ اس مشین کے دو یونٹس ہیں۔ روزانہ دس ہزار آئس کینڈی تیار کرنے کے لئے مشین سے لگے کیبنٹ کی پیمائش دو میٹر لمبی، ایک میٹر چوڑی اور پونے ایک میٹر اونچی ہونی چاہئے۔

(۲) ہاتھ سے چلنے والی مشین:

یہ بالکل چھوٹی مشین ہے جس کی تکنیک بنیادی طور پر مذکورہ بالا تکنیک کی ہی طرح ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہاں چیزوں کو جمانے کے لئے فراؤن۔ ۱۲ گیس کا استعمال کیا جاتا تھا۔ جبکہ یہاں مشروب کو جمانے کے لئے برف اور نمک کے مرکب کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔ تین حصہ برف اور ایک حصہ نمک کو چور کر اس کے اندر پانی سے بھری بوتل کو رکھ دیا جائے تو پانی پانچ منٹ میں جم کر سخت ہوجاتا ہے کیونکہ اس تناسب سے برف اور پانی کو ملانے سے اس کا درجہ حرارت تقریباً ۱۸ ڈگری ہوجاتا ہے جو کہ برف کے جمنے کے درجہ حرارت سے اٹھارہ ڈگری زیادہ ہے۔ اگر درجہ حرارت کو چالیس ڈگری تک گھٹانا ہو تو نمک کی جگہ پر کیلشیم کلورائڈ کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ حالانکہ اس کی ضرورت نہیں پڑتی۔

آپ نے گلی کوچوں میں ٹھیلے پر آئس کریم بنا کر بیچتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ یہ وہی مشین ہے۔ اس مشین میں سلنڈر نما برتن میں مشروب کو بھر دیا جاتا ہے۔ سلنڈر کے چاروں طرف نمک اور برف کا چور پھیلا دیا جاتا ہے، سلنڈر کو زور سے گھمایا جاتا ہے جس سے سلنڈر میں رکھے مشروب برف کی ٹھنڈک سے جم جاتے ہیں۔ تیار شدہ آئس کریم کو سلنڈر سے نکال کر کانچ کے پیالوں میں کون کی شکل بنا کر خریدار کو پیش کیا جاتا ہے۔ آئس کریم کے ساتھ ایک چمچہ بھی دیا جاتا ہے۔ اس طرح کی مشین سے آدھا گھنٹہ میں تقریباً دو کلو آئس کریم تیار کی جاسکتی ہے۔ اسی مشین کو تھوڑا اور زیادہ صلاحیت کی بنانے کے لئے مشین کے ساتھ ایک چھوٹا سا موٹر لگا دیا جاتا ہے جس سے مشین کو بجائے ہاتھ سے چلانے کے الیکٹرک موٹر سے چلایا جاتا ہے۔ یہ مشین بآسانی بازار میں دستیاب ہے جسے آٹو آئس کریم فریزر کہتے ہیں۔

(۳) سوفٹی آئس کریم مشین:

اس مشین سے تیار شدہ آئس کریمس کو سوفٹی آئس کریم کہتے ہیں۔ اس قسم کی آئس کریم کو کون کی شکل میں خریداروں کو پیش کیا جاتا ہے۔ آئس کریم کون جس مشین میں تیار کیا جاتا ہے اسے سوفٹی آئس کریم مشین کہتے ہیں۔ یہ کم قیمت کی ایک چھوٹی مشین ہے۔ اس مشین سے چھ سو عدد آئس کریم کون روزانہ تیار کئے جاسکتے ہیں۔

مذکورہ بالا مختلف اقسام کی آئس کریمس کے علاوہ ان دنوں پولیتھن میں بند آئس کریم بھی خوب چلتی ہے۔ خاص طور سے چھوٹے بچے اسے بہت پسند کرتے ہیں۔ اس کی قیمت دوسرے تمام آئس کریمس سے کم ہوتی ہے۔ عام طور سے پولیتھن ٹیوب میں آرنج یا لیمونیڈ کے قسم کے مشروب کو بھر کر اس کے منھ کو سیل کردیا جاتا ہے۔ اس کے بعد کسی بڑے ریفریجریٹر میں رکھ کر اس کو جما لیا جاتا ہے۔ جب مشروب پولیتھن میں جم جائے تو تھرموکول باکس میں برف کے ساتھ رکھ کر دکانوں میں بھجوا دیا جاتا ہے۔

آئس کریمس کیلئے مشروب کی تیاری:

فارمولا نمبر: ۱

پانی	۲.۵ لیٹرز
شکر	چار کلوگرام
سائٹرک ایسڈ	۶۰ گرام
سوڈیم بنزویٹ	۱۰ گرام
نمک	پانچ گرام
رنگ وخوشبو	حسب ضرورت

بانس کی تیلی والی آئس کریم بنانے کے لئے سب سے پہلے سادہ سیرپ تیار کیا جاتا ہے۔ اس سادہ سیرپ کی تیاری میں شکر، سوڈیم، بنزویٹ اور نمک کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کے لئے ڈھائی لیٹر پانی میں چار کلو شکر ڈال کر اسے ابالیں۔ جب شکر اچھی طرح گھل جائے تو محلول کو چھان کر ٹھنڈا ہونے دیں۔ ایک دوسرے برتن میں ایک سو ملی لیٹر پانی میں دس گرام سوڈیم بنزویٹ ملا کر اسے تیار شدہ شربت میں ملائیں اور اس میں پانچ گرام نمک بھی ملا دیں۔ اس طرح تیار شدہ سادہ سیرپ میں بیس ملی لیٹر اسنس آرنج ایس۔ ۶۱۸، ۱۵ ملی لیٹر ایسنس آرنج کریش اور دس قطرہ آرنج آئل ڈالیں۔ آخر میں بارہ گرام زعفرانی رنگ کا پاوڈر ملا کر تمام اشیاء کو اچھی طرح یکساں گھول لیں۔

اب آئس کریمس کے سانچوں میں تیلی ڈال کر اسے انڈیل دیں جب آئس کریمس مشین میں ڈالا گیا مشروب جم جائے تو جمے ہوئے آئس کریم کو اسٹوریج ٹینک میں جمع کردیں یا گاہکوں کو فروخت کردیں۔

فارمولا نمبر: ۲

پانی	دس کلوگرام
دودھ	دو کلوگرام
چینی	۲.۵ کلوگرام

فارمولا نمبر: ۳

پانی	دس لیٹر
ملک پاؤڈر	۲۵۰ گرام
کھانے کا سوڈا	۳ گرام
چینی	۳۰۰ گرام
خوشبو	پچاس گرام
رنگ	حسب ضرورت

فارمولا نمبر: ۴

کریم	دس کلوگرام
پانی	۲۰ کلوگرام
ملک پاؤڈر	پانچ کلوگرام
شکر	سات کلوگرام
رنگ وخوشبو	حسب ضرورت

بنانے کا طریقہ:

سب سے پہلے تمام اشیاء کو ابلتے ہوئے پانی میں اچھی طرح ملائیں۔ جب تمام اشیاء یکساں اچھی طرح گھل جائیں تو تھوڑی دیر ٹھنڈا ہونے کے لئے چھوڑ دیں۔ تیار شدہ مشروب کو پیالی میں بھر کر فریزر مشین میں رکھ دیں۔ اگر تیلی والی آئس کریم بنانا ہو تو مشروب کو سانچے میں بھر کر اس میں تیلی ڈال دیں۔ اسی طرح اس تیار شدہ مشروب کو سوفٹی آئس کریم مشین میں رکھ کر کون والا آئس کریم تیار کریں۔

(رہبر صنعت وتجارت)

بین عرب مصالحتی چرچے: مقاصد ورجحانات

تحریر: ابراہیم المصری
ترجمہ: مسعود الرحمٰن خاں ندوی

غزہ پر وحشیانہ حملے کے بعد سیاسی کشمکش کا نیا مرحلہ شروع ہوا جس کا مقصد حماس کو سیاسی طور پر الگ تھلگ کرکے ان کامیابیوں سے بھی محروم کردینا تھا جو اس نے غالب صہیونی جنگی مشینری کے سامنے بہادرانہ ثابت قدمی، سیاسی وعسکری بازوؤں میں یکجہتی، محصور مصیبت زدہ اہل وطن کی تائید کی برقراری بلکہ اس میں اضافہ اور سب سے بڑھ کر مقامی، علاقائی اور بیرونی دباؤ کے باوجود فلسطینی قوم کے بنیادی حقوق سے عدم دستبرداری پر قائم ودائم رہ کر دکھائی ہے۔

دوحہ چوٹی کانفرنس کے اعلان اور کویت اقتصادی چوٹی کانفرنس میں عرب انقسام کے بعد شرم الشیخ میں امداد دینے والے ممالک کی کانفرنس میں منعقد ہوئی۔ اس میں ان ممالک نے غزہ کی تعمیر نو کے کام کے لئے اپنے اپنے ممالک کے حصے کی مقدار لکھوائی، مگر امریکی وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن نے ایک بڑی رقم (نو سو ملین ڈالر) کے اعلان کے ساتھ امریکی شرائط بتا کر سب کو چونکا دیا، پھر ان شرائط کو رد کرنے کا کیا سوال؟ کسی شریک عرب یا بیرونی ملک نے ان پر بحث تک نہ کی! ان کا کہنا تھا کہ اس امداد کو خطے کے امن عمل سے الگ نہیں کیا جاسکتا، یہ غلط ہاتھوں میں نہیں جائے گی۔ کسی بھی فلسطینی حکومت سے کوئی بھی تعاون اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک کہ وہ فلسطینی تنظیم آزادی کی قبول کردہ پابندیوں کا احترام کرتے ہوئے تشدد سے دستبرداری اور اسرائیل کے وجود کے حق کا اعتراف نہ کرے گی، اس طرح یہ ایک سیاسی مال اور مشروط امداد ہے جس کے ذریعے امریکہ جارحانہ حملے کے شکار لوگوں سے ایسی رعایتیں چاہتا ہے جن کو حملے کا مقابلہ کرنے والی فلسطینی قوم اور اس کی منتخب حکومت رد کرتی ہے۔

اس کے بعد ریاض، دمشق، دوحہ اور قاہرہ میں عرب مصالحتی گفتگوؤں کا دور چلا اور ریاض میں تین رکنی (سعودیہ، شام، مصر) چوٹی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں امیر کویت بھی شامل ہوگئے۔ اس کانفرنس نے قاہرہ میں فلسطینی اطراف کے درمیان جاری گفتگو میں مصری دور کی تائید کی، اور ان کمیٹیوں نے بھی کام شروع کردیا جن کے ذمے فلسطینی (مابین فتح وحماس) مصالحت اور فلسطینی مقتدرہ کے اداروں کے درمیان اشکالات کے حل کا کام کیا گیا تھا، ان کمیٹیوں کے ۱۸۹ ارکان نے مصری خفیہ محکمے کی عمارت میں اس کے مدیر عمر سلیمان کی نگرانی میں ایک ہفتے میں اپنا کام پورا کرلیا اور عمر سلیمان کے ہاتھ میں بنیادی رپورٹ چھوڑ کر اپنے اپنے مستقر (غزہ، دمشق) چلے گئے، وہ بنیادی موضوع (فلسطین کی وطنی وفاقی حکومت) پر گفتگو کرنے امریکہ پہنچے، اور وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن، خطے میں امن کے ایلچی جارج میشل اور ان کے معاون جیفری فیلٹ مین وغیرہ سے ملے جبکہ غزہ کا حصار جاری ہے، قوم بے گھر، بے در اور فلسطینی انقسام علیٰ حالہ ویٹنگ روم میں ہے۔

اس دوران اسرائیل میں لیکوڈ گروپ کے لیڈر بنجامن نیتن یاہو نے نئی صہیونی حکومت کی تشکیل کے لئے ملی ہوئی ایک ماہ کی مدت پوری کی، اور ان کو اتحادی بھی ملے تو وہ (اسرائیل بیتنا) پارٹی کے صدر افیغدور لیبرمین جو سوویت یونین میں جارجیا سے فلسطین ہجرت کرکے ۱۹۷۸ء میں آیا تھا، اس نے زیر تشکیل اسرائیلی حکومت میں اپنے لئے وزارت خارجہ کی کرسی کے علاوہ اپنی پارٹی کے لئے مزید پانچ وزارتوں کا وعدہ لیا ہے۔ موجودہ اسرائیلی وزیر اعظم ایہود اولمرٹ جن کی وزارت ختم ہوچکی ہے، نے حماس کے ساتھ معاہدے کی امید دلائی تھی تاکہ امن وسکون بحال ہو اور جون ۲۰۰۶ء سے قید اسرائیلی فوجی جلعاد شالیط کو رہائی نصیب ہو، لیکن اب اسرائیلی حکام نے دھمکی دی ہے کہ اسرائیلی قیدی کی رہائی تک غزہ کا حصار جاری رہے گا۔ مصری حکام کے پاس قیدیوں کے تبادلے کی فہرست ہے، جس میں حماس نے ہر فلسطینی گروہ کے قیدیوں کی ایک تعداد کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے، شالیط کی رہائی کے مقابلے میں فلسطینی قیدیوں کی کل تعداد گیارہ ہزار سے متجاوز ہے۔ آخری اسکیم کے مطابق مصر کے واسطے سے حماس کے پہلے مرحلے میں شالیط کے مصری حکام کے سپرد کرنے کے فوراً بعد ۴۵۰ فلسطینی قیدیوں کی رہائی (جن میں فتح کے سکریٹری امین برغوثی اور عوامی محاذ کے جنرل سکریٹری احمد سعدات شامل ہیں)، اس کے سرائیل کے اندر پہنچنے پر ۳۵۰ کی رہائی اور اس کے دو ماہ بعد دیگر ۳۵۰ کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے، لیکن اسرائیلی کیبنٹ نے ۱۷/ مارچ ۲۰۰۸ء کی میٹنگ میں اس مسودے کو قبول نہیں کیا اور حماس پر الزام لگایا کہ وہ اپنے مطالبات بڑھا رہی ہے، اس نے یہ شرط بھی رکھی کہ آزاد ہونے والوں میں وہ قیدی نہ ہونے چاہئیں جن کے ہاتھ اسرائیلی خون میں ملوث ہیں اور آزاد ہونے والوں میں سے کچھ تعداد کو مقبوضہ فلسطین سے باہر دوسرے ملکوں میں جلاوطن کرنا ہوگا۔ ان دونوں شرطوں کو حماس نے مسترد کردیا اور قیدیوں کے تبادلے کا کام نئی اسرائیلی حکومت کے انتظار میں پھر رک گیا۔

جہاں تک عرب مصالحت کا تعلق ہے تو خیر کی بشارتیں ظاہر ہونے سے پہلے ہی بادل چھٹ گئے، شام کی طرف سے اس کے صدارتی دفتر کی مشیر شبینہ شعبان نے کہا: "ریاض چوٹی کانفرنس میں عرب زعماء کے مابین اختلافات کے (صرف) حسن انتظام پر اتفاق ہوا ہے" اور سعودی وزیر خارجہ سعود الفیصل نے ایرانی وزیر خارجہ منوچہر متقی سے ملاقات کے بعد ریاض میں ایک پریس کانفرنس میں کہا: عرب مسائل کی ایران کی طرف سے تائید کی ہم قدر کرتے ہیں، لیکن ہم چاہتے ہیں کہ یہ تائید عرب دستوری دروازے کی معرفت، اس کے مقاصد و مواقف سے متفق اور اس کی نصرت کے لئے ہو نہ کہ اس کے متبادل کے طور پر"۔ یہ بات معروف ہے کہ ایران کی طرف سے حزب اللہ کی مدد سے سعودیہ کو غرض ہے نہ عرب میدان سے، سعودی وزیر خارجہ کا اشارہ فلسطینی میدان اور ایران کی طرف سے حماس کی تائید و مدد سے ہو اور یہ رخ شرم الشیخ میں مدد دینے والے ممالک کی کانفرنس میں امریکہ کی طرف سے پیش کردہ شرائط کی تکمیل معلوم ہوتا ہے۔

یہ بات صحیح ہے کہ بڑے عرب ممالک خاص کر مصر وسعودیہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عرب میدان کی بازیافت کرکے خاص کر اس کے بڑے مسائل جن میں اہم ترین مسئلہ فلسطین ہے میں اپنا رہنمایانہ کردار ادا کریں اور یہ بات بھی حق ہے کہ اگر مقہور و محصور فلسطینی قوم اور اس کی آزادی کی تنظیموں (جو تمام عرب امت کی طرف سے جہاد وثابت قدمی کی قیادت کررہی ہیں) کی تائید سے عرب موقف غائب نہ ہوتا تو خاص طور سے غزہ حملہ کے دوران ترکی اور ایران کے عرب میدان میں گھسنے کی نوبت ہی کیوں آتی؟ سعودی رخ سے تو مراقبین نے یہی سمجھا ہے کہ رام اللہ مقتدرہ (جو امریکی و اسرائیلی ہدایات پر کاربند ہے) کو مدد پیش کرنے کی شرط لگا کر اصل میں حماس تحریک (جو فلسطینی نظام کی نمائندگی کرتی ہے) کی سخت گھیرابندی مطلوب ہے، میں اس سے مختلف سعودی رخ کی توقع کی جاتی ہے۔

(اداریہ ہفت روزہ الامان، بیروت)

پاکستان برطانیہ مخالف حملوں کا گھر

لندن۔ برطانیہ کے وزیر اعظم گورڈن براؤن کا کہنا ہے کہ برطانوی سیکورٹی اداروں کو پتہ چلنے والے دہشت گردی کے دو تہائی منصوبوں کی جڑیں پاکستان میں ہوتی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ یہ بالکل واضح ہے کہ ہدایات پاکستان میں موجود شدت پسندوں کی طرف سے بھیجی جاتی ہیں۔ گورڈن براؤن نے عربی ٹیلی ویژن چینل الجزیرہ کو ایک انٹرویو میں کہا کہ القاعدہ کا زیادہ تر ڈھانچہ پاکستان میں ہے اور دوسرا یہ کہ افغانستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے پیچھے پاکستان میں موجود طالبان کا ہاتھ ہے۔ برطانوی وزیر اعظم نے کہا کہ پاکستان کو اپنی سرزمین پر دہشت گردی کے انتہائی بڑے خطرے سے نمٹنے کے لئے مدد کی ضرورت ہے۔

POSTED ON 14 APRIL 2009 AT DELHI R.M.S. LICENCE NO. U (D.N.) - 41 / 2009 - 11 TO POST WITHOUT PRE PAYMENT PAGES-8. ۱۶/اپریل ۲۰۰۹ء

TELEGRAM : ADDAWAH NEW DELHI-110025
PHONES: Editor: 26958816, Manager: 26949539, Fax:26958816
E-mail:- dawattrust@yahoo.co.in, dawaturdu@indiatimes.com

DAWAT SEHROZA
NEW DELHI-110025

R.N.I. No.522/57
POSTAL REGISTRATION No.
DL (S) - 05 / 3128 / 2009 - 2011 & DL (S) - 05 / 3266 / 2006-08 (Foreign Post)

بقیہ: مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ کیریر کا آغاز کرنے والے ہی کامیاب ہوتے ہیں

آخری امتحان کی تیاری ہی کررہے ہوتے ہیں کہ ان میں سے اکثر و بیشتر امتحانوں کے لیے درخواست جمع کرنے کی آخری تاریخ گزر جاتی ہے۔ انجینئرنگ کے لئے (AIEEE) ALL INDIA ENGINEERING ENTRANCE EXAMINATION قومی سطح کا انٹرنس ٹسٹ، میڈیکل کے لئے (AIPMT)All India Pre Medical/pre dental Entrance Examination یہ قومی سطح کا امتحان ہے جس میں بارہویں کے بعد شرکت کی جاسکتی ہے۔ یہاں اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ کسی بھی انٹرنس ٹسٹ میں شرکت کرنے کے لئے جو بھی تعلیمی قابلیت پوچھی جائے اس کورس میں کامیابی کے بعد ہی انٹرنس ٹسٹ لکھا جاسکتا ہے یہ سمجھنا غلطی اور سب سے بڑی غلطی ہوگی بلکہ آپ کے کورس کا ابھی امتحان بھی نہیں ہوگا جب ایسے تمام انٹرنس ٹسٹوں کی تاریخ آتی بھی ہے اور ختم بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن ہاں جس وقت ٹسٹ میں کامیابی کے بعد داخلے کے لئے کونسلنگ رکھی جائے اس وقت تک آپ نے اہلیتی امتحان میں کامیابی حاصل کرلی ہو۔ ٹسٹ کا انعقاد سنٹرل بورڈ آف سکنڈری ایجوکیشن نئی دہلی کی جانب سے سارے ہندستان میں کیا جاتا ہے۔ اور اس ٹسٹ کے نتیجے کی بنیاد پر سارے ہندستان میں قائم مرکزی حکومت یا ریاستی حکومت کے زیر اہتمام چلائے جارہے میڈیکل اور ڈینٹل کالجوں میں 15% نشستوں پر کسی بھی مقام سے تعلق رکھنے والے کسی بھی طالب علم کا قواعد اور ٹسٹ کے رینک کی مناسبت سے داخلہ کیا جاتا ہے۔ یہ ٹسٹ دو مرحلوں میں منعقد کیا جاتا ہے جسے AIPMT پریلیمنری اور AIPMT فائنل کا نام دیا گیا ہے۔ اس ٹسٹ میں ہندستان کی تمام ریاستوں سے تعلق رکھنے والے طلبا شرکت کرسکتے ہیں سوائے آندھرا پردیش اور جموں اور کشمیر کے جنہیں اس ٹسٹ میں شرکت کی اہلیت حاصل نہیں۔

اسی طرح ایک اور ٹسٹ میڈیکل کورس میں داخلے کے لئے (AIIMS) کی جانب سے منعقد کیا جاتا ہے۔ جس سے آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسس نئی دہلی میں داخلے کیے جاتے ہیں۔ بارہویں کے بعد آپ کسی کورس میں داخلے کا سوچئے اس کے لئے آپ کو دو انٹرنس ٹسٹوں سے گزرنا پڑے گا۔ ایک ریاستی سطح کا ہوگا تو دوسرا قومی سطح کا۔ ہر ریاست کے لئے یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ وہ کئی اہم پیشہ ورانہ کورسس میں داخلے کے لئے ایک انٹرنس ٹسٹ اور اس کے نتیجے کو بنیاد بنائے۔ آپ قانون کی تعلیم حاصل کرنا چاہیں تو اس کے لئے ریاستی سطح کے انٹرنس ٹسٹ کے علاوہ قومی سطح کا انٹرنس ٹسٹ ہوگا جسے CLAT کا نام دیا گیا ہے اس قومی سطح کے انٹرنس ٹسٹ کی بنیاد پر 5 سالہ لا کورس میں ہندستان کے 11 لا اسکولس میں داخلہ کیا جاتا ہے جو قومی سطح کے معیاری اور بے مثال کالجس میں شمار کیے جاتے ہیں اور اس ٹسٹ کی بنیاد پر صرف 15.000 نشستوں پر داخلہ کیا جاتا ہے۔

ہم نے یہاں صرف چندہ قومی انٹرنس ٹسٹوں ہی کا اس مقصد کے تحت ذکر کیا ہے کہ اس سے طلبا کو اپنے کیریر کی پلاننگ کے لئے وقت کا ایک چوکھٹا فراہم ہوسکے۔

اکیسویں صدی کے کارآمد کیریر میں سائنسی مضامین بے حد اہم ہیں۔ ہم ایک سائنسداں کی طرح اپنا مستقبل سنوار سکتے ہیں اور ملک وقوم کا نام بھی روشن کرسکتے ہیں۔ آج اسی فرد کی اہمیت اور آؤ بھگت اور عزت ہے جو سماج، ملک وقوم کے لئے کارآمد ہے اور ہم ایسا بن سکتے ہیں تو صرف اور صرف ایسی تعلیم سے جو ہمیں اس منزل ومقام تک پہنچا سکتی ہے اور ایسی تعلیم میں سائنسی تعلیم نمایاں طور پر شامل ہے۔ ایک سائنسدان کب اور کس طرح بنتا ہے؟ بڑا سیدھا سا راستہ ہے۔ آپ بارہویں پاس کرلیجئے سائنسی مضامین سے اور پھر گریجویشن کیجئے سائنس سے۔ پھر ماسٹرس ڈگری کورس اور اس کے بعد ریسرچ پروگرام میں داخل ہوجائے۔ بس، یہاں سے آپ کا بہ حیثیت سائنسداں کیریر شروع ہو چکا ہے۔ یعنی آپ کو بارہویں کے بعد صرف تین سال گریجویشن کے لئے اور دو سال ماسٹرس ڈگری کے لئے دینا ہوں گے اور پھر اپنے کیریر کے سنہرے پن کا خود آپ نظارہ کرسکتے ہیں اور ساری دنیا یہ مظاہرہ کرے گی۔

ایسے طلبا جنہوں نے آرٹس کے مضامین سے دسویں اور بارہویں پاس کرلیا ہے اور اب آرٹس ہی کے شعبے میں گریجویشن کررہے ہیں یا کرنے کا منصوبہ رکھتے ہیں تو ان کے لئے بھی کیریر کے کئی کارآمد میدان منتظر ہیں۔ کیریر میں کوئی بھی طالب علم بیکار نہیں ہے۔ صرف شرط ہے تو کورس اور صحیح راستوں کے انتخاب کی اور ان راستوں پر مکمل سنجیدگی اور یکسوئی کے ساتھ گامزن رہنے کی۔

ملک کا دفاعی شعبہ بھی ایک بے حد اہم کیریر کا شعبہ ہے۔ اس شعبہ میں دسویں کے بعد بھی داخلہ لیا جاسکتا ہے اور بارہویں کے بعد بھی۔ دسویں کے بعد داخلے کے لئے بہت چھوٹے اور کم مواقع حاصل ہوں گے جبکہ بارہویں کے بعد بے شمار مواقع حاصل ہیں۔ دفاعی شعبے کا ذکر آتے ہی ہمیں فوج اور جنگ یاد آجاتی ہے اور جیسے ہی یہ یاد آتا ہے ہمیں حیات وموت کی کشمکش یاد آجاتی ہے مگر یہ سچائی ہرگز نہیں۔ آپ کے علم میں جتنے پیشے آتے ہیں اتنے پیشے دفاعی شعبے میں بھی ہیں۔ جیسے اکاونٹس، مینجمنٹ، انجینئرنگ، میڈیکل، لا، آرٹس۔ سائنس، موسیقی، ڈرامہ، ڈیزائین، مذہبی پیشے۔ وغیرہ وغیرہ۔ کسی بھی شعبے میں دفاعی محکمے میں داخل ہوکر اپنے آپ کو اور ملک و قوم کی ضرورتوں کی تکمیل کا اہم ذریعہ بن سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ زندگی بھر ہم نے مذہبی یا عربی تعلیم ہی حاصل کی ہے اس کے باوجود ہم دفاعی شعبے میں اپنا کیریر بنا سکتے ہیں بہ حیثیت امام یا مذہبی استاد کے۔ ایک اور کیریر سب سے اہم ہوگا اور وہ ہے سیول سروس کا۔ اگر آپ ضلع کلکٹر بننا چاہتے ہیں تو کیا کریں گے؟ بڑا سیدھا راستہ ہے۔ دسویں، اس کے بعد بارہویں اور اس کے بعد گریجویشن اور پھر سیدھے سیول سروس کے امتحانات میں شرکت اور ان میں کامیابی اور پھر کلکٹر کی کرسی پر براجمان ہو جائیے۔ یہ راستہ سیدھا ہے مگر سخت محنت طلب ہے۔ آج کی یہ شدید ضرورت بھی ہے اور وقت کا تقاضا بھی کہ ہم ایسے کیریر میں جائیں جہاں ہمارے ہاتھوں سے ہم جنہیں چاہتے ہیں ان کے لئے بھی کیریر کے سوتے پھوٹتے ہوں۔

ہندوستان میں آج نہ تو تعلیم کے مواقع کی کمی ہے، نہ ہی روزگار کے، شرط یہ ہے کہ ہم کس طرح کی تعلیم کس طرح حاصل کررہے ہیں اور خود کو کتنا قابل بنا پارہے ہیں۔ اور ہماری یہ قابلیت سماج، ملک اور قوم کے لئے کتنی کارآمد ہے۔ تعلیم آج ریگولر بھی ہے۔ جہاں آپ گھر سے نکل کر اسکول یا کالج جاکر پڑھتے ہیں۔ دوسرا راستہ وہ ہے جسے فاصلاتی یا کرسپانڈنس یا Distance Education کا نام دیا گیا ہے۔ آپ جو کورس کرنا چاہتے ہوں وہ ڈسٹنس میں کرسکتے ہیں۔ معیاری، کارآمد اور فائدہ مند کورسس۔ اس طریقہ تعلیم میں آپ کو گھر سے باہر قدم رکھنے کی قطعی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ آپ اپنے بیڈ روم کو کلاس روم میں تبدیل کرسکتے ہیں۔

کیریر بنانے کے اتنے مواقع آج کے طالب علم کے لئے منتظر ہیں لیکن بروقت ان کی رہنمائی ضروری ہے اور بڑی خوش قسمتی ہے آج اس اکیسویں صدی کی یہ نسل کہ اس کی رہنمائی کرنے کے لئے افراد اور ادارے ہندستان میں موجود ہیں۔ چاہے طالب علم کسی مقام کا ہو۔ کتنی ہی دور رہ رہا ہو۔ صرف ایک فون پر اپنے کیریر سے متعلق کسی بھی سوال کا صحیح اور تیر بہ ہدف جواب اور مکمل سچی راہ نمائی حاصل کرسکتا ہے۔ صرف ایک پوسٹ کارڈ کے ذریعے گھر بیٹھے اپنے کیریر کی راہ نمائی حاصل کرسکتا ہے اور بالکل مفت۔ اس سے بڑھ کر سہولت، اس سے بڑھ کر کیریر کی نعمت اور کیا چاہئے اس نسل کو؟ ذیل کے پتہ پر کوئی بھی سوال روانہ کرکے کیریر کے تعلق سے معلومات حاصل کرسکتے ہیں۔

کیریر انڈیا
کیریر گائیڈنس اینڈ کونسلنگ نیشنل نٹ ورک
161، نہرو نگر، کاچی گوڑہ، حیدرآباد،
آندھرا پردیش، انڈیا
فون نمبر: 09849154810
ای میل drsalman786@yahoo.com

دعوت
پرنٹر، پبلشر خلیل احمد نے دعوت ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کی جانب سے ایرانین آرٹ پرنٹرز قاسم جان اسٹریٹ بلیماران دہلی ۱۱۰۰۰۶ میں برائے دعوت آفسیٹ پرنٹرز چھپوا کر دفتر ''دعوت'' ڈی ۳۱۴، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی ۲۵ سے شائع کیا۔
ایڈیٹر: پرواز رحمانی
اسسٹنٹ ایڈیٹر: شفیق الرحمن
سب ایڈیٹرس: محمد صبغۃ اللہ ندوی، عقیدت اللہ قاسمی
عمیر کوثی ندوی، اشرف علی بستوی

جامعۃ الصفّۃ ورنگل

دعوت دین واقامت دین کے لئے ایک تعلیمی تحریک

الحمدللہ! جامعۃ الصفۃ ورنگل اپنا پانچواں تعلیمی سال مکمل کرکے چھٹے سال کا سفر طے کررہا ہے اور اپنے طے کردہ مقاصد کے تحت پیش قدمی کررہا ہے۔ پانچ سال کی مختصری مدت میں بفضلہ تعالیٰ گزشتہ دو سالوں میں ۱۰ طلبہ نے حفظ کی تکمیل کی ہے اور امسال اللہ کے فضل وکرم سے مزید ۱۴ طلباء حفظ قرآن کی تکمیل کرچکے ہیں۔

جامعہ کا شعبہ عالمیت

جامعہ کے شعبہ عالمیت میں عربی اول تا چہارم جماعتیں قائم ہیں جس میں تشنگان علم وخادمان دین اپنے علم کی پیاس بجھا رہے ہیں تاکہ وہ معاشرہ میں منصبی کردار ادا کرسکیں۔ جامعہ میں تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ طلباء کی کردار سازی اور اسلامی فکر کی پختگی پر خاص توجہ کی جاتی ہے۔ جامعہ میں اس وقت ۱۴۰ طلبہ زیر تعلیم ہیں اور تقریباً سارے ہی طلبہ دارالاقامہ میں مقیم ہیں ان کی تعلیم، رہائش وطعام کے اخراجات اہل خیر حضرات کے تعاون وسرپرستی سے مکمل کئے جاتے ہیں (اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے) الحمدللہ! طلباء کو تلگو وانگریزی زبان بھی پڑھائی جاتی ہے تاکہ وہ برادران وطن میں دعوت دین کا کام انجام دیا جاسکے۔

شعبہ تدریب ائمہ

جامعۃ الصفہ ورنگل میں اس سال تدریب ائمہ کا دوسالہ کورس شروع کیا جارہا ہے جس میں ایسے طلباء کو داخلہ دیا جائے گا جو کم ازکم آٹھویں جماعت کامیاب ہوں نیز جو اُردو یا تلگو لکھنا پڑھنا جانتے ہوں اور بالخصوص دیہات کے رہنے والے ہوں۔ ان طلباء کو دوران تعلیم ماہانہ فی کس ایک ہزار روپے تعلیمی وظیفہ دیا جائے گا تاکہ طلباء اور اولیاء طلباء کو یکسوئی ہو اور طلباء دلجمعی کے ساتھ تعلیم حاصل کرسکیں اور ان طلباء کے قیام وطعام کی ذمہ داری جامعہ پر ہوگی۔ ہر طالب علم پر ماہانہ ڈھائی ہزار روپیوں کا خرچ ہوگا (Rs.2,500/-) ادارہ اس سال ۲۰ طلباء کو تدریب ائمہ کے لئے داخلہ کا منصوبہ بنایا ہے۔ تدریب ائمہ کے دوسالہ کورس کے دوران ان منتخب طلباء کو امامت اور خطابت کے اصول قرآن، حدیث وفقہ کے علم اور حالات حاضرہ کے تقاضوں سے واقف کروایا جائے گا۔ اس دوسالہ کورس کی تکمیل کے بعد دیہاتوں میں ان طلباء کی خدمات سے استفادہ کیا جائے گا۔

محترم بھائی! آپ کے علم میں یہ بات ہوگی کہ قادیانیت اور عیسائیت کے مبلغین مختلف طریقوں سے دیہات کے بھولے بھالے مسلمان بھائیوں کو مالی رغبت دلاکر مرتد بنانے کی کوشش کررہے ہیں اور کامیابی بھی حاصل ہو رہی ہے جب کہ شہروں میں رہنے والے مسلمان، صاحب ثروت اور اہل علم حضرات اس جانب خاطر خواہ توجہ نہیں دے پارہے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ دونوں فتنے امت مسلمہ کے لئے ایک بڑا مسئلہ بنے ہوئے ہیں مسلمانوں کو جہاں مختلف پہلوؤں سے کام انجام دینا ہے وہیں مساجد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ بالخصوص ائمہ مساجد کو بھی تیار کرنا ہے جو دینی تڑپ رکھتے ہوں اور شہروں سے دور دیہاتی پس منظر میں کام کے لئے آمادہ ہوں۔ جامعۃ الصفۃ نے ایک طویل مدتی منصوبہ کے تحت اس اہم کام کو انجام دینے کا بیڑہ اٹھایا ہے جس کے لئے خطیر رقم کی ضرورت ہے اس خصوص میں اہل خیر اور دین کا درد رکھنے والے احباب آگے آئیں اور ان طلباء کی کفالت کی ذمہ داری سنبھالیں۔ جامعۃ الصفہ اس اہم پراجکٹ کو اللہ کے فضل وکرم اور خیر خواہان دین وملت کے تعاون سے انجام دے گا۔ انشاء اللہ۔

تعاون کی شکلیں ☆ طلباء کی کفالت: تدریب ائمہ کے لئے فی طالب علم سالانہ -/30,000 روپے شعبہ حفظ کے لئے سالانہ -/10,000 روپے فی طالب علم ☆ شعبہ عالمیت کے لئے سالانہ -/12,000 فی طالب علم (مدت پانچ سال) ☆ اساتذہ کی تنخواہ کی شکل میں ماہانہ =/48,000 روپے ☆ تعمیری کام اور قرضوں کی ادائیگی کیلئے۔ **نوٹ**: جامعہ اپنے خیرخواہوں کو ابھی تک بارہ لاکھ روپے قرض واجب الادا ہے اس خصوص میں تعاون کی درخواست ہے۔

ناظم جامعہ	JAMIA-TUS-SUFFAH	سرپرست جامعہ
محمد خواجہ عارف الدین	Deshaipet Road, Warangal, A.P. India	حضرت مولانا سید جلال الدین عمری مدظلہ، امیر جماعت اسلامی ہند

Phone: +91-870-2424576, Cell:+91-9849004547 A/c No. 444351498 Indian Bank Mandi Bazar, Warangal A.P.INDIA

ہماری نئی کتابیں

25.00 ہر ایک	Common Questions About Islam	غلط فہمیوں کا ازالہ! (اردو ہندی انگریزی)	☆
20.00	Concept of God in major religions	عالمی مذاہب میں خدا کا تصور (انگریزی)	☆
35.00	Universal brotherhood	عالمی بھائی چارہ (انگریزی)	☆
20.00	The Qur'an & Modern science: campatible or incampatible	قرآن اور جدید سائنس (انگریزی)	☆
42.00	Similarities between Hinduism & Islam	ہندو مذہب اور اسلام کی یکساں باتیں (انگریزی)	☆
45.00	The Qur'an & Bible in the light of Science	قرآن اور بائبل سائنس کی روشنی میں (انگریزی)	☆
35.00	Right of women in Islam	اسلام میں خواتین کے حقوق: جدید یا فرسودہ؟ (انگریزی)	☆
35.00	Is the Qur'an WORD OF GOD?	کیا قرآن خدا کا کلام ہے؟ (انگریزی)	☆
زیر طبع	Non-Veg Permitted or Prohibited	گوشت خوری صحیح یا غلط (انگریزی)	☆
زیر طبع	Focus on Islam	اسلام پر ایک نظر (انگریزی)	☆
25.00	Hazrat Muhammad & Bhartiya Dharm Grantha	حضرت محمدؐ اور ہندوستانی مذہبی کتابیں (انگریزی)	☆
84.00 set	इस्लाम और इंसान 1-6	اسلام اور انسان (ہندی) سیریز 1 تا 6	☆
24.00	इस्लाम–कुछ अहम पहलू	اسلام کچھ اہم پہلو (ہندی)	☆
65.00	इस्लाम एक सामान्य परिचय	اسلام کا عام فہم تعارف (ہندی)	☆
35.00	प्यारे नबी (सल्ल०) की पाक ज़िन्दगी	پیارے نبی کی پاک زندگی (ہندی/اردو)	☆
6.00	जीव-हत्या और पशु-बलि (इस्लाम की नज़र में)	جیو ہتیا اور پشو بلی (اسلام کی نظر میں) (ہندی)	☆
70.00		خاتم النبیین (اردو)	☆
18.00	पवित्र क़ुरआन में मानवता की शिक्षा	پوتر قرآن میں مانوتا کی شکشا (ہندی)	☆
10.00		قرآنی نصیحتیں (اردو)	☆
140.00	दलित समस्या, जड़ में कौन?	دلت مسئلہ، جڑ میں کون؟ (اردو ہندی)	☆

تاریخی، دینی، اصلاحی، دعوتی لٹریچر اور دیگر اسلامی اداروں کی کتب کیلئے ہم سے رابطہ قائم کریں۔ فہرست کتب مفت طلب کریں

مدھر سندیش سنگم
E-20، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ 110025
فون نمبر 011-26953327, 09212567559، ای میل: madhursandeshsangam@yahoo.co.in

ضرورت رشتہ

مغربی اترپردیش کے ایک معزز اسلام پسند خاندان سے تعلق رکھنے والی تعلیم یافتہ (M.Sc. Physics)، سلیقہ مند، امور خانہ داری میں ماہر، اسلامی، ذہنیت کی حامل دوشیزہ (قد: ۵ فٹ ۳ انچ) کے لئے تعلیم یافتہ، اسلام پسند، برسر روزگار نوجوان سے رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکی کے والد مرکزی یونیورسٹی کے انجینئرنگ کالج میں پروفیسر ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ قائم کریں:

Contact No. 09411209009
meraj1957@rediffmail.com

ضرورت رشتہ

ایک سنی مسلم دیندار گھرانے کی کانوینٹ کی تعلیم یافتہ لڑکی عمر ۲۶ سال ایم اے بی ایڈ (انگلش) امور خانہ داری میں ماہر ہے اور علی گڑھ کے ایک مشہور کانوینٹ اسکول میں ٹیچر ہے کے لئے موزوں رشتہ مطلوب ہے۔ علی گڑھ اور اس کے قرب وجوار کے شہروں کے رشتے کو ترجیح دی جائے گی۔

رابطہ قائم کرنے کے لئے
موبائل نمبر 09415612322
09450615660

ضرورت رشتہ

تحریکی گھرانے سے تعلق رکھنے والی ایک لڑکی جس کی عمر ۲۵ سال، قد ۵ فٹ، رنگ گورا، خوبصورت وخوب سیرت، تعلیم ایم کام، کے لئے مہذب گھرانے کے تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے سے رشتہ مطلوب ہے۔ دہلی یوپی اور بہار کے رشتے کو ترجیح دی جائے گی۔

Box No. 1649
C/o Sehroza Dawat
Dawat Nagar, D-314,
Abul Fazl Enclave,
Jamia Nagar, New Delhi-25

''مومن سراپا الفت ومحبت ہے اور اس شخص میں ذرا خیر نہیں جو نہ خود کسی سے محبت رکھتا ہے اور نہ دوسرے اس سے محبت رکھتے ہیں۔'' (مسند احمد)

OMEGA SUPER HARDWARE
Complete range of Latest fittings for Doors & Windows, Bath Rooms and Furnitures, Glass Furnitures
AD 5/2, 2nd AVENUE, ANNA NAGAR, CHENNAI- 40.
Phones: 2620 2016,4269 0216

دماغین برین ٹانک

(۱) دماغین ہر عمر کے ذہنی وجسمانی طور سے مصروف لوگوں کے لئے مددگار ہے
(۲) دماغین میں دوائی وغذائی اجزاء سے بھرپور مشہور پھل آملہ جزء اعظم کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ جس میں وٹامن ''سی'' سب سے زیادہ اور ساتھ میں کیلشیم اور فولاد بھی پایا جاتا ہے۔
(۳) دماغین یکسوئی کو بڑھاتا ہے۔ اور تھکان کم کرتا ہے۔
(۴) دماغین منہ کی بدبو کو دور کرتا ہے اور ہضم کی اصلاح کرتا ہے۔
(۵) دماغین خوش ذائقہ طاقت کی طاقتی سے بھرپور ایک یونانی دوا ہے۔

دواخانہ طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

قادری دواخانہ کی کامیاب ترین یونانی دوائیں

DIAL
033-2469-3173
033-2489-3539

گٹھیا کے درد میں؟
کسی بھی قسم کے درد چوٹ موچ۔ گٹھیا۔ جلنے کٹنے اور بچوں کی مالش میں بہت ہی مفید ہے۔

زعفرانی تیل®

گیسٹک کے درد میں

قبض ٹروجن

بدہضمی، بھوک کی کمی، درد جگر، قبض، سینے کی جلن اور پیٹ کے جملہ امراض میں بہت ہی مفید ہے

Qadri Dawakhana
B-18, NAWAB WAJID ALI SHAH ROAD, KOLKATA - 24,
DISTRIBUTORS:
DARYA BADI DAWAKHANA 393, E. R. Road, Pydhonie, Mumbai - 400 003 Ph: 022-2341-1957,
RELAX ENTERPRISES 3416, Bahishti Wada, No.1, Dhule, - 424 001

فارغین فلاح کے لئے ایک اہم اطلاع

فلاح اولڈ بوائز ایسوسی ایشن دہلی کی مختلف یونیورسٹیوں میں داخلے کے خواہش مند فلاحی طلبہ کی تیاری اور ان کی رہنمائی کے لئے کیریر گائیڈنس سینٹر شروع کررہی ہے۔ واضح رہے کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی یونیورسٹی اور جامعہ ہمدرد کے پوسٹ گریجویٹ اور انڈر گریجویٹ کورسز کے داخلے فارم آچکے ہیں۔ سینٹر سے استفادے کے خواہش مند طلبہ درج ذیل افراد سے رابطہ قائم کریں۔

محمد آصف	شکیل احمد	عمیر منظر
09968480893	09811647505	09818191340

دو نئی کتابیں

● **ڈاڑھی کا مسئلہ** مرتب: ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

اسلام میں ڈاڑھی کی کیا حیثیت ہے؟ یہ ضروری ہے یا غیر ضروری؟ اسلام میں ڈاڑھی کو بڑھانے کا حکم عمومی ہے یا اس میں کسی قسم کی تخصیص ہے؟ اور سرکاری یا غیر سرکاری ملازمتوں میں ڈاڑھی پر اعتراضات کرنے والے کس ذہنیت کی نمایندگی کرتے ہیں؟ ان جیسی دوسری بحثوں سے متعلق مفکر اسلام مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، معروف فقیہ مولانا سید احمد عروج قادریؒ اور تحریکی حلقے کے نامور اسکالر ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی کی واضح اور مدلل تحریریں۔

سائز: ۲۳×۳۶/۱۶ ● صفحات: ۲۴ ● قیمت: -/Rs.10

● **آج نہیں تو کبھی نہیں** مصنف: جناب محمد بشیر جمعہ

انسانی زندگی کی تعمیر وارتقاء میں رکاوٹ پیدا کرنے والی بیماریوں سستی، کاہلی اور آسان پسندی کے اسباب ووجوہ پر ایک جامع گفتگو اور ان کے علاج کے لیے مجرب تراکیب۔ ایک مفید اور قابل استفادہ کتاب۔

سائز: ۲۳×۳۶/۱۶ ● صفحات: ۸۰ ● قیمت: -/Rs.30

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز
P.O. Box No. 9752, Jamia Nagar, New Delhi-110025
Ph: 26954341, 26971652, 26946447(D) Fax : 26947858
E-mail: mmipublishers@gmail.com. Website: www. mmipublishers.net